ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۸- ربیع الاول ۱۳۸۴ھ

۷ / اگست ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

طلب امارت کی ممانعت

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا وَاِنْ اُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا۔

(متفق علیہ)

ترجمہ:- عبدالرحمٰن بن سمرہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ امارت نہ مانگ کیونکہ اگر مانگنے پر امیر بنایا گیا تو تجھے امارت کے حوالہ کر دیا جائے گا اور اگر بن مانگے امارت ملے گی تو اس پر تجھے اللہ کی اعانت حاصل ہو گی۔

سب سے بہتر

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ اَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الْاَمْرِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ۔

(متفق علیہ)

ترجمہ:- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب سے اچھا آدمی وہ پاؤ گے جو امارت کو ناپسند کرے اور لوگ اس کو مجبور کر کے اس کے سپرد کریں۔

آغاز و انجام

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ۔

(رواہ البخاری)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم امارت پر حرص کرو گے حالانکہ وہ قیامت کے دن ندامت کا باعث ہے پس اس کا آغاز (پیدائش) اچھا اور انجام برا ہے۔

حاکمِ وقت کی اطاعت

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَعَلٰى اَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَعَلٰى اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ وَعَلٰى اَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ اَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَعَلٰى اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيْهِ بُرْهَانٌ۔

(متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت عبادہ بن صامت فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کہ تنگی اور فراخی پسند اور ناپسند میں سمع اور طاعت پر قائم رہیں گے اور ہر مشکلات میں بھی اور یہ کہ ہم لائق حاکم وقت سے نہ جھگڑیں اور یہ کہ ہم حق بات کہیں جہاں کہیں بھی ہوں اور اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں۔ ایک روایت میں ہے کہ ہم لائق حاکم وقت سے نہ جھگڑیں مگر یہ کہ واضح کفر دیکھیں جس کے متعلق اپنے پاس اللہ کی طرف سے دلائل بھی ہوں۔

اطاعت جائز نہیں

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طَاعَةَ لِلْمَخْلُوْقِ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔

(مشکوٰۃ)

ترجمہ:- نواس بن سمعان کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس معاملہ میں اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو اس میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

معصیت کا حکم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔

(متفق علیہ)

ترجمہ:- ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ مسلمان آدمی پر سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے ہر اس کام میں جسے وہ پسند کرے یا ناپسند کرے جب تک کہ معصیت کا حکم نہ ہو اور جب کسی گناہ کا حکم دیا جائے تو سننا اور اطاعت کرنا جائز نہیں۔

جنت کی ضمانت

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قِيْلَ وَمَنْ اَبٰى قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى۔

(رواہ البخاری)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری امت جنت میں جائے گی مگر جس نے ابا کیا۔ عرض کیا گیا کہ کس نے ابا کیا تو فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے نافرمانی کی اس نے ابا کیا۔

کتاب و سنت

عَنْ مَالِكِ ابْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ۔

(رواہ فی المؤطا)

ترجمہ:- مالک بن انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک ان کو پکڑے رہو گے گمراہ نہیں ہوگے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت۔

شریر حاکم

عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ۔

(رواہ مسلم)

ترجمہ:- عائذ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے حاکموں میں شریر وہ ہے جو ظالم ہے۔

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

ہفت روزہ

سالانہ چندہ ۱۲ روپے
ششماہی - ۶ روپے

خدام الدین

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۱۰ | ۲۸ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ بمطابق ۷ اگست ۱۹۶۴ء | شمارہ ۱۳

ابتدائے آفرینش سے حق و باطل کی چپقلش

غازی خدا بخش

تاریخ کی ورق گردانی کرنے سے انسان کا ذہنِ رسا اس امر کی رہنمائی کرتا ہے کہ حق و باطل کی آویزش و چپقلش ابتدائی ازمنہ سے چلی آرہی ہے اور انتہائی دوراں تک جاری وساری رہے گی۔ الجہاد ماضٍ الیٰ یوم القیامہ۔ سنت اللہ یہی رہی کہ انجام کار حق کی ہی دستگیری و اعانت کی گئی اور آخر حق کی فتح اور باطل کی شکست پر نصرت الٰہی منتج رہی۔ بڑے بڑے اکاسرہ و قیاصرہ نے روئے زمین پر جنم لیا۔ وہ نشۂ دولت میں طاغی اور باغی ہوگئے وہ اس نشے میں ایسے مخمور ہوئے کہ وہ اپنی اصل کو فراموش کر بیٹھے وہ ایک حقیر چیز سے منصۂ شہود پر آئے اور ہر حال اور ہر آن ضعف و عجز کے پتلے ہوتے ہوئے نازیبا نعروں سے ہمیشہ و ہموارہ حق کو للکارا جب پانی سر سے گزرنے لگا تو حق کے شیدائیوں نے سوچا کہ موت تو بہرحال شہیدہ میں بھی آنے والی ہے پھر ایسی موت سے ہمکنار کیوں نہ ہوں کہ غور و فکر کرنے والے لوگ ہماری موت کو موت ہی نہ کہیں بلکہ وہ ہماری احیا کے قائل ہوں خداوند قدوس نے باغیوں اور طاغیوں کو تہس و نہس کرنے سے قبل اتمام حجت کی۔ ہر بستی میں ایک مصلح بھیجا جس نے پیغام حق پہنچایا کوئی بستی نہ رہی جو پہنچایا اور تلنگہ کوہ پر چڑھ کر پہنچایا گروہ سے ہرگز ہرگز ایک لمحے کے لئے بھی مرعوب نہ ہوئے۔ فرعون و نمرود کے قصے ہمارے پیش نظر ہیں انہوں نے جو کچھ کہا وہ سب پر عیاں ہے جب کلیم اللہ کو ...... اس کے رب نے مقدس وادیٔ طوی میں حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اس نے سر اٹھا رکھا ہے اس سے کہو کہ تیری خواہش ہے کہ تو پاک ہو اور میں تجھے تیرے رب کی راہ بتاؤں کہ تو ڈرے لیکن جب سرکشی کا بھوت سر پر سوار ہو تو وہ بڑی سے بڑی نشانی دیکھ کر بھی تکذیب و عصیاں پر آمادہ ہو جاتا ہے جب شامت اعمال کی وجہ سے عذاب الٰہی آنے والا ہو تو عقل سلب ہو جاتی ہے اور انسان اپنے خیر خواہ کی بات بھی گوشِ ہوش نیوش سے نہیں سنتا اور روگردانی پر کمربستہ ہو جاتا ہے چنانچہ فرعون اپنے امراء و وزراء کو جمع کرتا ہے اور موسیٰؑ کی مخالفت کرتا ہے اپنے ماہر جادوگروں کے ذریعہ مقابلہ کرتا ہے اور ہزیمت کا منہ دیکھتا ہے جادوگر تو سمجھ جاتے ہیں کہ موسےٰؑ حق و صداقت پہ ہیں اور خداوند تعالےٰ پہ ایمان لے آتے ہیں لیکن فرعون اور اس کے سردار باطل پر ڈٹے ہوتے ہیں اور بنی اسرائیل کی ایذا رسانی پر قائم ہیں آخر وقت آتا ہے کہ مہلت کا وقت ختم ہو جاتا ہے موسیٰؑ اپنی قوم کو لے کر نکل جاتے ہیں فرعون اپنی حیثیت کو بھول کر دعویٰ خدائی کرتا ہے پر ایسا ویسا خدا نہیں پکارتا ہے میں تمہارا رب برتر ہوں۔

فرعون اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ موسیٰؑ اور ان کی قوم کا تعاقب کرتا ہے آگے دریا پیچھے فرعونی لشکر۔ جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ دریا کا پانی منجمد ہو جاتا ہے۔ راستہ بن جاتا ہے قوم بنی اسرائیل پار ہو جاتی ہے فرعون بھی پیچھا کرتا ہے جب وسط دریا میں پہنچتا ہے تو وہی جامد اور ٹھوس پانی مایہ میں تبدیل ہو جاتا ہے تمام فرعون عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر غرق ہو جاتے ہیں وہی فرعون جو کل اپنے تئیں اعلےٰ رب کہہ رہا تھا آج بے جان لاشہ پانی پہ تیر رہا ہے یہ ہے اللہ کا دنیا و آخرت کا عذاب یہ عبرت ہے اس کے لئے جو ڈرتا ہے۔ ایسا بھی ہوتا ہے۔

آج پاکستان کے اندر اور باہر خدا سے باغی لوگ کثیر تعداد میں نمودار ہیں جہاں اندر والے احکام الٰہی کی خلاف ورزی پرتے ہوئے ہیں وہاں باہر والے امریکہ کی مدد اور اس کے بل بوتے پر کئی سال سے حق کی ہر بات سے گریزاں ہیں

چنانچہ کشمیر بھارت کے پنجۂ استبداد میں ہے نہ صرف سرحد پر بلکہ اندرون کشمیر بھارت نت نئے مظالم توڑ رہا ہے وہاں مسلمانوں کی جان و مال ہر وقت خطرہ میں ہے یہ کیوں؟ محض اس لئے کہ بھارتی لیڈر آنے والے عذاب سے بے خوف ہیں۔

پاکستان کے اندر اس کے دشمن شب و روز صریح نص قرآنی کی مخالفت کرتے ہیں صرف اس لئے کہ تباہ شدہ قوموں سے وہ عبرت حاصل نہیں کرتے۔

آج بھی بھارت کے بعض سرکردہ لیڈر فرعونی دماغ کے حامل ہیں وزیر خارجہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو درست فرما رہے ہیں کہ جب تک مسئلہ کشمیر حل نہیں کیا جاتا۔ برصغیر کا امن خطرہ میں رہے گا۔

صدر ایوب نے جو تین مسلم ممالک کے اتحاد کی کوشش کی ہے وہ واقعی قابلِ ستائش ہے بھارت کے بعض وزراء پر اس کا اچھا اثر پڑا ہے چنانچہ وزیر ریلوے مسٹر ایس کے پاٹل نے بھی یہ بیان دیا کہ بھارت پاکستان کے ساتھ کشمیر کا جھگڑا جلد از جلد طے کرنے کا خواہش مند ہے خدا کرے اس خواہش کو عملی جامہ پہنایا جائے ورنہ مجذوب کی بڑ سے یہ بات زیادہ حیثیت نہیں رکھتی یہ ایک دیرینہ رٹ ہے جو سترہ سال سے لگائی جا رہی ہے۔

اب بھارت اپنی ہٹ دھرمی سے باز آجائے اور اپنے ملک کے اندر مسلمانوں کو چین کی زندگی بسر کرنے دے نیز کشمیر پہ غاصبانہ قبضہ ہٹا کر کشمیریوں کو حق خود ارادیت دیدے تو بھارت و پاکستان میں کوئی وجہ مخاصمت نہیں رہتی۔

۲۰ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ — ۳۰ جولائی ۱۹۶۴ء

دنیا ایک مسافر خانہ ہے جو دل لگانے کی جگہ نہیں

مجلس ذکر

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد۔

آج میں دنیا کی ناپائیداری کے متعلق کچھ بیان کرتا ہوں۔ دنیا ایک مسافر خانہ ہے۔ جو دل لگانے کی جگہ نہیں ہے۔ مسافر آیا دو چار دن ٹھہر کر چل دیا۔ جو مسافر خانہ کو اصلی مقام سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اور اپنے آرام و آسائش کے سامان مہیا کرنے شروع کر دیتا ہے۔۔ وہ دھوکہ اور نقصان میں رہتا ہے۔ کیونکہ کوئی مسافر خانہ میں ہمیشہ نہیں رہتا۔ اس کو پھر جاتے وقت بہت تکلیف ہوگی۔ ہمیں بھی اس دنیا میں دل نہیں لگانا چاہیئے کہ ہم اسی کو اپنا اصلی مقام سمجھنے لگ جائیں۔ اور جاتے وقت ہمارے دل کو تکلیف اور دکھ ہو۔ کہ میری اتنی دولت رہ گئی۔ اتنے مکان اور اتنی جائیداد رہ گئی ابھی تو مجھے یہ کرنا تھا۔ وہ کرنا تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔

حضرت نوح علیہ السلام نے ۹۵۰ برس تبلیغ فرمائی۔ لیکن رہنے کے لئے کوئی مکان نہ بنایا۔ سب انبیاء کرام اور اللہ والے مسافرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم ہر نماز کو اپنی آخری نماز سمجھو۔ ہر وقت موت کے لئے تیار رہو۔ ہر ایک کے ساتھ تمہارا معاملہ درست ہو۔ میں نے صرف ایک آدمی کو دیکھا ہے۔ کہ جو ہر وقت موت کے لئے تیار رہتے تھے۔ اور وہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ خود انہوں نے اپنا کفن تیار کر رکھا تھا۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔ کہ یہ احمد علیؒ کا کفن ہے تاکہ کسی کو کفن تیار کرنے کی بھی تکلیف نہ ہو۔ ایک صاحب جو کافی مالدار ہیں انہوں نے حضرتؒ کو خط لکھا۔ کہ اگر آپ کے ذمہ کسی کا کوئی قرضہ ہو۔ وہ تحریر فرمائیں۔ وہ میں سارا اپنی جیب سے ادا کر دوں گا۔ تو حضرتؒ نے جواب میں لکھا کہ الحمد للہ میرے ذمہ کسی کا ایک پائی قرضہ نہیں ہے۔

حضرتؒ کا یہ حال تھا۔ کہ فاقہ برداشت کر لیتے تھے۔ لیکن کسی سے قرضہ نہ لیتے تھے۔ والدہؒ کے زیور بیچ ڈالے لیکن قرض نہ لیا۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہماری حالت اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ ہمیں کسی کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں۔

گذشتہ زمانے میں کسی نے ایک بہت بڑا محل بنایا۔ کسی اللہ والے نے دیکھا اور فرمایا۔ کہ اے انسان نہ تم رہو گے۔ اور نہ یہ محل رہے گا۔ اس لئے اس دنیا میں اتنے عالیشان محل کیوں بناتے ہو۔ آخرت میں محل بناؤ۔ اس کے لئے کوشش کرو۔

موت کا کسی کو علم نہیں۔ اور دنیا کی حقیقت کچھ نہیں۔ آج ہی میں فیروز سنز پریس کے جناب عبدالحمید خاں صاحب کی اہلیہ کی نماز جنازہ پڑھا کر آرہا ہوں۔ وہ اچھی بھلی تندرست تھوڑے دن ہوئے مری گئیں اور وہاں فوت ہو گئیں جب انسان کو اپنی زندگی کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ کتنی دیر اس مسافر خانہ میں ہے۔ تو پھر اس دنیا سے اتنی زیادہ دل لگی کیوں؟ ہر ایک اس زندگی کو بہتر بنانے کی فکر میں ہے اس کے لئے ہر طرح کی دھوکہ بازی جھوٹ سینہ زوریاں۔ رشوت ہیرا پھیری بے ایمانی کی جاتی ہے ہر ایک دنیا کی بہتری کے لئے تگ و دو اور کوشش کرتا نظر آتا ہے۔ آخرت کی زندگی کا کس کو خیال نہیں۔ کہ ہم اس کو سنوارنے کیلئے بھی کوئی کوشش کریں۔ یہاں عالیشان مکانوں کے نقشے تیار کرنے کے لئے دماغ رات دن سوچتے اور کام کرتے ہیں۔ لیکن ان دماغوں نے آخرت میں مکان تیار کرنے کے بارے میں کبھی نہیں سوچا۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ آخرت کی فکر اور موت کا خیال بالکل ختم ہو گیا ہے۔ خوف خدا بالکل نہیں رہا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا محبوب۔ دنیا مطلوب اور دنیا مقصود ہے۔

ایک صاحب نے سمن آباد میں کوٹھی تعمیر کروانی شروع کی اس کے لئے انہوں نے قرض بھی لیا۔ رات دن اسی فکر میں لگے رہتے تھے۔ نمازیں چھوڑ کر سائیکل پر سوار کبھی اینٹیں لینے جا رہے ہیں۔ اور کبھی سیمنٹ کا بندوبست کر رہے ہیں۔ کوٹھی میں چپس بھی کروایا اور جس دن کوٹھی مکمل ہوگی اسی دن چپس کے فرش پر بیٹھے ہارٹ فیل ہوگیا۔ جب زندگی کا یہ حال ہے۔ تو انسان کو چاہیئے۔ کہ اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ٹھیک رکھے۔ ہر وقت موت کے لئے تیار رہے اسی لئے فرمایا گیا ہے۔ کہ تم اس حالت میں مرو۔ کہ مسلمان ہو۔ اسلام کا مطلب ہی یہ ہے کہ انسان اپنا سارا کچھ اللہ کو سونپ دے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں اپنی ساری زندگی بسر کرے۔

میں آپ کو یہ نہیں کہتا۔ کہ آپ اپنے رہنے کے لئے مکان اور پہننے کے لئے کپڑے نہ بنائیں۔ اور آپ دنیا سے کنارہ کشی کر لیں۔ بلکہ درمیانہ روی اختیار کریں نہ آپ اتنے دنیا میں پھنس جائیں۔ کہ آپ کو اپنی موت اور خدا کا بالکل خیال ہی نہ رہے اور نہ ہی بالکل دنیا کو چھوڑ کر بیٹھ جائیں۔ کمال تو یہ ہے۔ کہ آپ اس دنیا میں رہ کر خدا کو نہ بھولیں۔ گناہ کی توفیق ہوتے ہوئے آپ گناہ نہ کریں۔ رشوت اور سودی کاروبار کرنے کی طاقت رکھتے ہوئے آپ ان سے باز رہیں۔

اگر رشتے دار تعلق توڑتے ہیں۔ تو آپ جوڑیں اگر کوئی سخت کلامی سے پیش آتا ہے تو آپ اس سے نرم کلامی سے پیش آئیں۔ غرض یہ کہ مسلمان کی حالت یہ ہونی چاہیئے کہ خلق خدا سے بھی معاملہ درست ہو۔ اور خدا سے بھی تعلق ٹھیک ہو ہر ایک کے حقوق کو ادا کرے۔ کسی پر ظلم نہ کرے۔ کسی کے ساتھ ہیرا پھیری دھوکہ بازی اور بے ایمانی نہ کرے۔ اس کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنائیں۔

صحابہ کرامؓ اور ہم میں یہ فرق ہے۔ کہ صحابہؓ حضورؐ سے کوئی بات سیکھتے۔ تو اس پر فوراً عمل شروع کر دیتے۔ پھر دوسری بات سیکھتے۔ حضورؐ کی ہر ادا اور ہر حالت کو اپنانے کی کوشش کرتے۔ قرآن مجید کی چند آیتوں کا سبق لے کر اس پر عمل کرتے اور دوسروں کو پہنچاتے اور پھر آگے سبق لیتے تھے۔ لیکن ہم سارا کچھ علم رکھنے کے باوجود عمل بالکل نہیں کرتے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو آخرت کی فکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ:- ۲۱ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ ۳۱ جولائی ۱۹۶۴ء

اللہ والوں کی دوستی قیامت کے دن بھی کام آئے گی

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالیٰ

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ ۝

ترجمہ:- اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔

بزرگانِ محترم!
اس آیت میں ایمان والوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی صحبت، معیت اور ہمنشینی اختیار کریں جو اپنے عہد میں اور اللہ کے دین میں نیت اور قول وفعل کے اعتبار سے سچے ہیں اور جو ہر چیز میں سچ کا التزام واہتمام رکھتے ہیں۔

حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ای کونوا مع محمد صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ الذین صدقت نیاتهم وَاسْتَقَامَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاَعْمَالُهُمْ۔

صحبت ومعیت اختیار کرو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہؓ کی جنہوں نے اپنے قول، فعل، زبان اور دل سے اپنے کو سچا کر دکھایا۔

نتیجہ

اس سے یہ نکلتا ہے کہ کہ وہ لوگ جن کے قول وفعل، اخلاق وعادات صحابہ کرامؓ کے موافق اور جن کے طور وطریق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ مبارک سے ملتے جلتے ہیں وہ سب صادقین میں شامل ہیں اور ایسے کاملین کی صحبت میں رہنا ایک مومن کے لئے ضروری ہے۔

اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِصَالِحِیْ زَمَانِنَا وَرْزُقْنَا الْاَدَبَ مَعَهُمْ وَلَا تَحْرِمْنَا صُحْبَتَهُمْ۔

اے اللہ ہم کو ہمارے زمانے کے بزرگوں اور اللہ والوں کے ساتھ نفع پہنچا ہم کو ان کے ادب کرنے کی توفیق دے اور ان کی صحبت وبرکت سے ہمیں محروم نہ فرما۔

قطب الاسلام حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے

اولیاء اللہ کے دامن سے چمٹ جاؤ۔ اولیاء کی محبت اپنے اوپر لازم کر لو۔ ان کا قرب حاصل کرو۔ ان کی وجہ سے تم کو برکت حاصل ہوگی۔ ان کے ساتھ ہو جاؤ یہی اللہ کی جماعت ہے اور جن کو اللہ کی جماعت کامیاب ہے۔

قرآن عزیز میں ارشادِ ربانی ہے

فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰی هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا ۝
(سورۂ نساء رکوع ۶ پ ۵)

ترجمہ:- پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے گواہ بلائیں گے اور تمہیں ان پر گواہ کر کے لائیں گے۔

حاشیہ شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ

یعنی ہر امت اور ہر عہد کے لوگوں کا احوال اس وقت کے پیغمبر سے اور معتبر نیک بختوں سے بیان کروادیں گے منکروں کا انکار اور اطاعت والوں کی اطاعت بیان ہوگی۔

دوسری جگہ سورہ قصص میں ارشاد ہوتا ہے

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا (رکوع ۷، پ ۲۰)

ترجمہ اور جدا کریں گے ہر فرقہ میں سے ایک احوال بتلانے والا۔

اس کے متعلق شاہ عبد القادرؒ فرماتے ہیں

احوال بتانے والا پیغمبر یا ان کے نائب یا جو نیک بخت تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ قیامت کے دن ہر دور کے انسانوں پر اس دور کے اللہ کے مقبول بندے بطور گواہ پیش ہوں گے۔ چنانچہ اگر اللہ والوں سے گہرا تعلق ہوگا تو وہ قیامت کے دن کام آئے گا۔ دنیا میں ان کی صحبت کی برکت سے نیکی کی ہدایت اور دین حق پر استقامت کی توفیق نصیب ہوگی اور آخرت میں جنت کی ابدی نعمتیں ہاتھ آئیں گی

ایک شبہ کا ازالہ

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ قیامت کے دن سب لوگ پریشان ہوں گے تو پھر گواہی کیوں کر دے سکیں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کے بعض بندے ایسے بھی ہوں گے جن پر قیامت کے دن کی پریشانی کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

شہادتِ قرآنی

قولہ تعالیٰ:-
لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ (پ ۱۷- ع ۷)

ترجمہ:- انہیں بڑا بھاری خوف بھی پریشان نہیں کرے گا اور ان سے فرشتے آملیں گے۔ یہی وہ تمہارا دن ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

حاشیہ مولانا شبیر احمد عثمانی مرحومؒ

یعنی اس دن جب خلقت کو سخت گھبراہٹ ہوگی اللہ تعالیٰ ان کو رنج وغم سے محفوظ رکھے گا۔

شہادتِ نبویؐ

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا وہ دوست کہاں ہیں جو میری عظمت کے سبب سے ایک دوسرے کے دوست تھے آج میں انہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا۔ جس دن سوائے میرے سایہ کے کوئی سایہ نہیں ہے

دوسری شہادت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے بندوں میں سے ایسے لوگ بھی ہوں گے نہ وہ نبی ہیں، نہ وہ شہید ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں اُن کے مرتبے کے سبب سے انبیاء اور شہداء بھی اُن کی ریس کریں گے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں خبر دیجئے وہ کون لوگ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا وہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی محبت کے سبب سے ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے۔ نہ اُن میں آپس میں رشتہ داری تھی اور نہ مالوں کا کوئی لین دین تھا۔ پس خدا کی قسم ہے بے شک ان کے منہ پر اللہ کے نور ہوں گے۔ وہ نور کے اُوپر ہوں گے۔ وہ نہیں ڈریں گے جب لوگ ڈریں گے اور انہیں غم نہیں ہوگا۔ جب لوگ مغموم ہوں گے اور آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ پ۱۱۔ ع۱۲

ترجمہ۔ بے شک اللہ کے دوست وہ ہیں جن کو نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

بے طمع کی دوستی

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بے طمع کے دوست فقط اللہ والے ہیں باقی سب طمع اور غرض کے یار ہیں۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ فقط اللہ والوں سے دوستی خوشنودیٔ خدا کا باعث ہو سکتی ہے قیامت کے دن کام آسکتی ہے اور عرشِ الٰہی کے سایے میں جگہ دلا سکتی ہے۔

تیسری شہادت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ۔ اِمَامٌ عَادِلٌ وَّشَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْہُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اِجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰہَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاہُ وَرَجُلٌ دَعَتْہُ اِمْرَاَۃٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَۃٍ فَاَخْفَاھَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُہٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُہٗ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اُس روز اپنے سایہ میں رکھے گا جس روز کہ خدا کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ (۱) امام عادل (۲) وہ جوان جو اپنی جوانی کو خدا کی عبادت میں صرف کر دے (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہے جب وہ مسجد سے باہر نکلتا ہے تو جب تک مسجد میں واپس نہ آجائے بے چین رہتا ہے (۴) وہ دو شخص جو خدا کے لئے آپس میں ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہوں۔ اکٹھے ہوں تو اس بناء پر (اللہ کی رضا کے لئے) اور جدا ہوں تو اس بناء پر یعنی اللہ کی رضا کے لئے (۵) وہ شخص جو اللہ کو یاد کرتا ہے خلوت میں (تنہا) اور اُس کی آنکھیں ذکر الٰہی سے جاری رہتی ہیں (۶) وہ شخص جس کو ایک شریف النسب اور حسین بلائے پس اُس نے کہا خدا سے ڈرتا ہوں (۷) وہ شخص جو خیرات کرتا ہے اس طرح کہ بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو کہ دائیں ہاتھ سے کیا خرچ کیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ عرش الٰہی کے سایہ میں جن لوگوں کو جگہ ملے گی ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جن کا تعلق ایک دوسرے سے محض اللہ کے لئے ہوگا۔

چوتھی شہادت

حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا میں بتلاؤں تجھ کو وہ بنیادی چیز جس پر یہ دین قائم ہے اور جس کے ذریعے تم دنیا و آخرت کی بھلائی کما لو۔ فرمایا اہل ذکر کی مجلس اختیار کرو (اُن کے ساتھ بیٹھ کر ذکر الٰہی کرو) جب خلوت اور تنہائی میں بیٹھو تو جس قدر ممکن ہو زبان سے اللہ اللہ کرتے رہو یعنی جس سے دوستی رکھو تو محض اللہ کے لئے اور جس سے دشمنی رکھو تو اللہ کیلئے ابورزینؓ تم کو خبر ہے جب کوئی اپنے گھر سے مسلمان کی زیارت کے لئے نکلتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اُس کے پیچھے اُس کو دعائیں دیتے ہوئے چلتے ہیں اور اس پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اور فرشتے کہتے ہیں "الٰہی! اس بندے نے چونکہ محض تیرے لئے تیرے بندے کی صحبت و مجلس اختیار کی ہے اور اس سے رابطہ و تعلق قائم کیا ہے۔ خدایا! تو بھی اس سے تعلق رکھنا"۔ بس جس قدر طاقت و قوت تیرا ساتھ دے اہل ذکر کی مجلس میں بیٹھنا اور دینداروں کی زیارت کرتے رہنا۔

مطلب

یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے اگر کسی کے پاس بیٹھو تو صرف اللہ اللہ کرنے والوں کے پاس بیٹھو اور تنہا رہو تو اس موقع کو غنیمت جانو اور جتنا ہو سکے زبان سے اللہ اللہ کرتے رہو۔ محض اللہ کے تعلق سے محبت رکھو اور اللہ ہی کے عدم تعلق سے دشمنی رکھو۔ اہل اللہ کی زیارت کو غنیمت جانو کیوں کہ یہ قیامت کے دن گواہ بنائے جائینگے اور اس طرح ان کا تعلق وہاں کام آئے گا۔

(مشکوٰۃ شریف)

محترم حضرات!

مذکورہ آیاتِ قرآنیہ اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نیکوں سے دوستی رکھنی چاہیئے اور یہ تعلق قیامت کے دن بھی کام آئے گا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ نیک بخت ہیں کون؟ اور ان کا دستور العمل کیا ہے؟

آیئے: اس سوال کا جواب اپنے خالق و مالک سے پوچھیں وہ فرماتے ہیں:

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ

(سورۂ اعراف رکوع ۱ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ اس چیز کی پیروی کرو جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل کی گئی ہے یعنی نیکوں کا دستور العمل قرآن حکیم ہے۔

نمونہ

قرآن حکیم پر عمل کس طرح کیا جائے اور اس سلسلے میں کس کو نشان راہ اور ہادی بنایا جائے؟ تو جواب ملتا ہے:۔

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

تحقیق تمہارے لئے رسول اللہؐ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔ پ۲۱۔ ع۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی شامل فرما دیا۔

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا

(سورہ نساء رکوع ۱۷)

ترجمہ:۔ اور جو کوئی مخالفت کرے رسولؐ کی جب کہ کھل چکی اُس پر سیدھی راہ اور چلے مسلمانوں کے رستے کے خلاف تو ہم اُس کو حوالہ کریں گے وہی طرف جو اُس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اُس کو دوزخ میں اور وہ بہت بری جگہ پہنچا۔

باقی بر صفحہ ۱۵

اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا دائرہ بڑا وسیع ہے

اللہ تعالیٰ کی رحمت ان گنہگاروں کی طرف جلدی متوجہ ہوتی ہے جو شرم وندامت کے احساس کے ساتھ اسکے آستانۂ جلال وعظمت پر جھکتے ہیں۔

میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ لاہور

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝

(پارہ ۲۴ سورۃ الزمر آئت ۵۳-۵۴)

ترجمہ:- کہدو اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دے گا بے شک وہ بخشنے رحم والا ہے اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کا حکم مانو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہیں مدد بھی نہ مل سکے گی۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح

پہلی آئت ارحم الرحمین کی رحمت بے پایاں اور عفو ودرگزر کی شان عظیم کا اعلان کرتی ہے اور سخت سے سخت مایوس العلاج مریضوں کے حق میں اکسیر شفاء کا حکم رکھتی ہے۔ مشرک۔ ملحد۔ زندیق، مرتد یہودی نصاریٰ مجوسی بدعتی بدمعاش فاسق اور فاجر کوئی ہو آئت ہذا کو سننے کے بعد خدا کی رحمت سے بالکلیہ مایوس ہو جائے اور اس توڑ کر بیٹھ جانے کی اس کے لئے کوئی وجہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کے چاہے۔ سب گناہ معاف کرسکتا ہے کوئی اس کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا۔ پھر بندہ نا امید کیوں ہو ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ اس کے دوسرے اعلانات میں تصریح کردی گئی ہے کہ کفر وشرک کا جرم بدوں توبہ کے معاف نہیں کرے گا۔ لہذا "اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا" کو لِمَنْ يَّشَاۗءُ کے ساتھ مقید سمجھنا ضروری ہے۔ کما قال تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ (سورۃ النساء رکوع ۱۸) اس تقیید سے یہ لازم نہیں آتا کہ بدوں توبہ کے اللہ تعالیٰ کوئی چھوٹا بڑا قصور معاف ہی نہ کرسکے اور نہ یہ مطلب ہوا کہ کسی جرم کے لئے توبہ کی ضرورت ہی نہیں۔ بدوں توبہ کے سب گناہ معاف کردئے جائیں گے۔ قید صرف مشیت کی ہے۔ اور مشیت کے متعلق دوسری آیات میں بتایا گیا ہے کہ وہ کفر وشرک سے بدوں توبہ کے متعلق نہ ہوگی چنانچہ آئت ہذا کی شان نزول بھی اس پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ اگلی آئت کے فائدہ سے معلوم ہوگا۔

۲۔ مغفرت کی امید دلا کر دوسری آئت میں توبہ کی طرف متوجہ فرمایا یعنی گزشتہ غلطیوں پر نادم ہوکر اور اللہ کے بے پایاں جود وکرم سے شرما کر کفر وعصیان کی راہ چھوڑ دو۔ اور اس رب کریم کی طرف رجوع ہوکر اپنے کو بالکلیہ اسی کے سپرد کردو۔ اس کے احکام کے سامنے نہایت عجز واخلاص کے ساتھ گردن ڈال دو اور خوب سمجھ لو کہ حقیقت میں نجات محض اس کے فضل سے ممکن ہے ہمارا رجوع وانابت بھی بدوں اس کے فضل وکرم کے میسر نہیں ہوسکتا حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کیا جو کفار دشمنی میں لگے رہے تھے سمجھے کہ لاریب اس طرف اللہ ہے یہ سمجھ کر اپنی غلطیوں پر پچھتائے۔ لیکن شرمندگی سے مسلمان نہ ہوئے کہ اب ہماری مسلمانی کیا قبول ہوگی۔ دشمنی کی لڑائیاں لڑے اور کتنے خدا پرستوں کے خون کئے تب اللہ نے فرمایا۔ کہ ایسا گناہ کوئی نہیں جس کی توبہ اللہ قبول نہ کرے۔ ناامید مت ہو توبہ کرو اور رجوع ہو بخشے جاؤ گے۔ مگر جب سر پہ عذاب آیا۔ موت نظر آنے لگی تو اس وقت کی توبہ قبول نہیں نہ اس وقت کوئی مدد کو پہنچ سکتا ہے۔

گناہ ایک مہلک بیماری ہے۔ اور سمِ قاتل ہے جس طرح بیماری سے جسمانی صحت خراب ہوجاتی ہے اسی طرح گناہوں کے ارتکاب سے روحانی صحت بھی ناقص اور خراب ہوجاتی ہے۔ جب یہ بیماری لگ جائے تو توبہ سے اس کا علاج کرنا چاہئے ہر گناہ حق تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل بخشش ہے ضرورت صرف اقدام توبہ کی ہے یہ عقیدہ بالکل غلط ہے۔ کہ ہر گناہ قابل تعزیر ہے اس عقیدہ سے ایک تو انسان کے دل میں کامل مایوسی پیدا ہوجاتی ہے۔ دوسری جانب (نعوذ باللہ) خدا کی توہین لازم آتی ہے۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔ مختار کل ہے۔ اس کا رحم وکرم ہر وقت ہمارے گناہوں کو بخشنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ وہ نہ صرف گناہوں کو معاف کردیتا ہے۔ بلکہ ہمارے گناہوں کو نیکیوں میں بھی تبدیل کردیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

جو بُرا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے تو وہ پائے گا اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان۔ کیا اس رحیم وکریم کے اس اعلان کے بعد بھی کوئی گنہگار مایوس ہو سکتا ہے۔ وہ بے نیاز ہے اس کے ہاں عطا سے کمی نہیں آتی اس کے دروازہ پر جانے والا کبھی خالی نہیں لوٹتا وہ مغفرت چاہنے والوں کو بخش دیتا ہے۔ اس کا قانون رحم وعفو وبخشش ہے جو لوگ غلطی سے گناہ کر بیٹھتے ہیں۔ اور پھر قریب ہی میں توبہ کرلیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرلیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندہ کی ندامت اور اس کے عجز وانکسار کو دیکھ کر بخش دیتا ہے۔ جب بندہ کی آواز میں سوز پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کی آواز دردناک ہوجاتی ہے تو رحمت اُس کے لئے پردہ پوش بن جاتی ہے پردہ پوشی خدا کی رحمت کا خاصہ ہے۔ بشرطیکہ بندہ اس کا اہل ہو نیکی صلاحیتوں سے محروم نہ ہو توبہ ان لوگوں کی قبول ہوتی ہے۔ جو نادانی سے گناہ کر بیٹھتے ہیں۔ پھر جلدی ہی معافی مانگ لیتے ہیں۔ معصیت یا لغزش کے بعد توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے۔ ندامت اگر دل سے ہو۔ تو اس داغ کے دھلتے دیر نہیں لگتی۔ گناہ سے انسان کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے جو ندامت کے پانی سے دھونے سے مٹ جاتا ہے لیکن اگر صاف نہ کیا جائے تو یکے بعد دیگرے مزید گناہ کرنے سے دل سیاہ ہوجاتا ہے۔ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ یوں نہیں بلکہ زنگ لگ گیا ہے ان کے دلوں پر ان چیزوں سے جو وہ کماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ مایوسی گناہ ہے۔ اور ناامیدی کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ ان گنہگاروں کو بہت پسند کرتا ہے جو شرم وندامت کے احساس کے ساتھ اس کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم سے اس قدر گناہ اور خطائیں سرزد ہوں جس

سے زمین اور آسمان بھر جائیں۔ اور پھر اللہ سے مغفرت چاہو تو اللہ تعالےٰ سے ضرور مغفرت فرماوے گا۔ ایک اور ارشاد ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر تم گناہ نہ کروگے تو اللہ تعالےٰ ایسے لوگ پیدا کرے گا۔ جو گناہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کردے گا۔

توبہ کرو قبل اس کے کہ طاقت نہ رہے توبہ کرنے کی اور پتہ نہیں کہ وہ طاقت کب آٹے موت سامنے آنے پر توبہ قبول نہیں ہوتی جب کارواں منزل مقصود پر پہنچ جائے۔ اور ہمت و قوت جواب دے چکے ہوں تو اس وقت کی توبہ سے کیا حاصل اس وقت کی توبہ بے معنی ہوتی ہے۔ عدالت میں حاضر ہونے پر سارے عذر بیکار ہوجاتے ہیں۔ زندگی کے کسی بھی مرحلے پر انسان عجز کا سرمایہ لے کر حق تعالےٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوجائے تو اس کی رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور جو بھی اس کے دروازے پر جاتا ہے۔ مایوس نہیں لوٹتا۔ ندامت کا احساس جب آنسو بن کر پلکوں میں آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لئے منہ موڑنا مشکل ہوجاتا ہے۔ ندامت کے آنسو بڑے قیمتی موتی ہیں۔ آنکھوں سے گرنے لگتے ہیں تو گناہوں کی گرد ڈھل جاتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے قہر و غضب کی آگ ٹھنڈی ہوجاتی ہے دنیا میں اگر کوئی چیز رونے کے قابل ہے تو وہ صرف گناہ اور خدا کی نافرمانی ہے۔ کیونکہ کوئی مصیبت گناہ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ دنیا کے نقصان پر روتا ہے فائدہ دیدے کھوتا ہے۔

اپنے نیک اعمال پر کبھی غرور نہ کرو۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ کے معاملات انسانی عقل کی رسائی سے باہر ہیں وہ چاہے تو ہزار برس کے عابد کو ایک ذرا سی لغزش پر مردود کردے اور چاہے تو ہزار برس کے مردود اور راندہ درگاہ کو ایک دم میں اپنا مقرب بنالے۔ وہ مختار ہے۔ جس کو چاہے چھوڑ دے اور جس کو چاہے پکڑ لے مردود کو مقبول اور مقبول کو مردود بنادے کسی کو یہ پوچھنے کا حق نہیں کہ ایسا کیوں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ آپ کا فرمان ہے کہ میں دن میں ستر دفعہ استغفار کرتا ہوں۔ اگر ساری زمین بھی گناہوں سے بھر جائے تو توبہ سب کو مٹا دیتی ہے اللہ تعالےٰ کا دست کرم ہر اس شخص کے لئے کھلا ہے کہ جس نے دن کو گناہ کیا اور رات کے آنے سے پہلے توبہ کرلی اور جس نے رات کو گناہ کیا اور سورج نکلنے سے پہلے پہلے توبہ کرلی تو حق تعالےٰ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے کوئی آدمی ایسا نہیں (سوائے انبیاء علیہم السلام کے) ہے۔ جو گنہگار نہ ہو مگر ان گنہگاروں میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گناہوں کا اعتراف کرے اور توبہ کرے۔ حضرت طلق بن حبیبؒ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بے شمار حقوق ہیں۔ کوئی بھی ان حقوق کو ادا نہیں کرسکتا آدمی کو چاہئے کہ صبح کو اٹھے تو توبہ کرتا ہوئے اٹھے اور جب شام کو سوئے تو توبہ کرتے ہوئے سو جائے۔ حضرت ابو سلیمان درانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ بندہ اگر کسی چیز پر بھی نہ روئے تو مرتے دم تک یہی رونا اس کے لئے کافی ہے۔ کہ جو کچھ اس نے اپنی عمر سے ضائع کردیا۔ اور اس شخص کی نسبت تو کہنا ہی کیا ہے۔ جو عمر گزشتہ کی طرح آئندہ عمر بھی ضائع کرنے پر تیار ہو۔ انسان کا ہر سانس ایک گوہر ہے جس کے ذریعے سعادت ابدی حاصل کرتا ہے۔ اور اگر اُسے گناہوں میں صرف کرے تو ہلاکت ابدی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ بندہ جب موت کے وقت ملک الموت کو دیکھتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ اب دنیا سے کوچ کا وقت آگیا ہے۔ تو وہ حسرت بھری نگاہوں سے ملک الموت کی طرف دیکھتا ہے۔ اور اس سے التجا کرتا ہے۔ کہ مجھے ایک دن کی تو مہلت دے دے تاکہ میں توبہ کرلوں اور اپنی تقصیرات کی معذرت کرلوں۔ تو وہ کہتا ہے کہ تیری عمر ختم ہوچکی ہے۔ اس سے پہلے تجھے کافی مہلت دی گئی تھی۔ پھر وہ شخص کہیگا کہ اچھا ایک ساعت ہی کی مہلت دے دے تو ملک الموت کہے گا۔ کہ اب کوئی ساعت باقی نہیں ہے اس سے پہلے بہت سی ساعتیں گزر چکی ہیں جو تو نے غفلت میں گزار دیں۔ اسی اضطراب میں چلتا بنے گا۔ اس لئے موت کے آنے سے پہلے پہلے اپنے گناہوں کی معذرت کرلو موت آنے پر یا اس کے بعد کا پچھتانا کسی کام نہ آئے گا۔

توبہ کی ضرورت

انبیاء علیہم السلام کا گناہوں سے پاک ہونا ایک مسلم مسئلہ ہے۔ پھر بھی آپ استغفار فرماتے رہے جب انبیاء علیہم السلام اور اکابرین مقبولین کی یہ حالت ہے۔ تو ہم کس شمار میں ہیں۔ ہم دن رات اللہ تعالےٰ کی نافرمانیوں میں مشغول رہتے ہیں لیکن کبھی بھول کر بھی توبہ کا لفظ زبان پر نہیں لاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لوگو! توبہ کرو میں تو دن میں سو دفعہ توبہ کیا کرتا ہوں۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ یحییٰ علیہ السلام نے نہ کبھی گناہ کیا اور نہ گناہ کا ارادہ کیا لیکن خدا کے خوف سے اتنا روتے تھے۔ کہ رخساروں پر آنسوؤں کی نالیاں سی بن گئی تھیں۔ ایک بزرگ کہتے ہیں۔ کہ میں نے فتح موصلی کو دیکھا کہ رو رہے ہیں۔ اور آنکھوں سے خون آلودہ آنسو جاری ہیں میں نے دریافت کیا کہ حضرت کیا حال ہے؟ فرمانے لگے مدت تک تو میں اپنے گناہوں پر پانی سے روتا رہا ہوں اب ان آنسوؤں پر جو بے اخلاص نکلے تھے خون رو رہا ہوں ان کے انتقال کے بعد جب لوگوں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ تو پوچھا کہ حق تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا کہ میرے اس گریہ و زاری کے سبب مجھے بخش دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اپنی عزت کی قسم چالیس برس ہوئے۔ کہ فرشتے جو بھی تیرا نامۂ اعمال لائے۔ اس میں خطا نہ تھی۔

ہم دن رات اللہ تعالےٰ کے احکام سے سرکشی کرتے ہیں۔ اور اس کی نافرمانیوں میں مصروف رہتے ہیں کیا ہمیں توبہ کی ضرورت نہیں؟ ہم ہر روز اپنے اعزہ و اقربا کو سفر آخرت پر جاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے انہیں سپرد خاک کرتے ہیں کیا ہم نے نہیں مرنا اور خدا کے سامنے پیش نہیں ہونا؟ حقیقت یہ ہے کہ ہم موت کو صرف زبان سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن ہمارا دل موت سے آگاہ نہیں ہوتا ہم جنازے جاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ لیکن اپنی موت کا احساس کبھی دل میں پیدا ہی نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے دل میں اپنے گناہوں پر ندامت کا احساس ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور نہ ان پر معذرت کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ابھی مدت پڑی ہوئی ہے۔ جب چاہیں گے توبہ کرلیں گے۔ لیکن جو شخص اپنی موت کو قریب جانتا ہے۔ وہ بہرحال اس کی تیاری میں لگا رہتا ہے۔ اور یہی بات ساری سعادتوں کی جڑ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمرؓ سے فرمایا کہ جب تو صبح کو اٹھے تو اپنے دل میں یہ نہ خیال کر کہ میں شام تک زندہ رہوں گا۔ اور شام کو یہ نہ خیال کر کہ میں صبح تک زندہ رہوں گا کیونکہ تجھے نہیں معلوم کہ کل تیرا نام خدا کے نزدیک کیا ہوگا۔

گناہ زہر قاتل ہے۔ بہت سے لوگ اس کو کھا کر ہلاکت کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ زہر کھانے والے کے دل میں ہراس اور پشیمانی ضرور پیدا ہوتی ہے۔ اور جان کے خوف سے ضرور دوائی کی تدبیر کرتا ہے تاکہ زہر جو اس کے اندر سرائت کرگیا ہے خارج ہوجائے۔ اگر دوائی نہ کرے گا۔ تو وہ زہر اس کی ہلاکت کا باعث بن جائے گا توبہ فی نفسہ اپنے گناہوں پر پشیمانی اور حسرت ہے۔ توبہ ہر شخص پر واجب ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی شخص بھی معصوم نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ساری

باقی صفحہ ۱۶ پر

نعتِ عقیدت بحضورِ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند،

الٰہی کس سے بیاں ہو سکے ثناء اس کی ۞ کہ جس پہ ایسا تری ذاتِ خاص کا ہو پیار
جو تو اُسے نہ بناتا تو سارے عالم کو ۞ نصیب ہوتی نہ دولت وجود کی زنہار
تو فخرِ کون و مکاں زبدۂ زمین و زماں ۞ امیرِ لشکرِ پیغمبراں شہِ ابرار
تو بوئے گُل ہے اگر مثلِ گل ہیں اور نبیؑ ۞ تو نورِ شمس ہے گر اور نبی ہیں شمسِ نہار
حیاتِ جان ہے تو، ہیں اگر وہ جانِ جہاں ۞ تو نورِ دیدہ ہے گر ہیں وہ نورِ دیدہ بیدار
جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں ۞ ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار
امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ ۞ کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں ۞ مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مُرغ و مار
جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب مرے ۞ کہ میں ہوں اور سگانِ حرم کی تیرے قطار
اڑا کے باد مری مشتِ خاک کو پسِ مرگ ۞ کرے حضورؐ کے روضے کے آس پاس نثار

ولے یہ رتبہ کہاں مشتِ خاکِ قاسم کا
کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار

قسط چہارم

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی کے ساتھ پندرہ دن

محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ

۱۱۔ روزی رساں خدا ہے

حضرتؒ سے ہماری والدہ نے شادی کے کچھ عرصے بعد ذریعۂ معاش پوچھا اور یہ کہ کیا تنخواہ ملتی ہے حضرتؒ نے فرمایا ہمارا نہ کوئی ذریعۂ معاش ہے نہ تنخواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ رزّاق ہے۔ مسبّب الاسباب ہے اُس نے جس کو پیدا کیا ہے۔ اُس کی روزی اپنے ذمّہ لی ہے۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا۔

ترجمہ۔ اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اُس کی روزی اللہ پر ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ہم دین کی خدمت محض رضائے الٰہی کیلئے اور نجاتِ آخرت کیلئے کرتے ہیں اس لئے کوئی دنیوی غرض البتہ نہیں ہے لیکن ہماری مثال یوں سمجھی جاسکتی ہے کہ کسان گندم بوتا ہے گیہوں حاصل کرنے کیلئے جو اُسے حاصل ہوجاتی ہے لیکن گائے بیل بھینس وغیرہ کیلئے بھس وغیرہ ازخود حاصل ہوجاتا ہے کسان بھُس نہیں کمانے گیہوں کی کاشت، اُس کی آبیاری اور دیکھ بھال بھُس کی خاطر نہیں کرتا اُسے تو گیہوں بو کے گیہوں کاٹنا مقصود ہے۔ لیکن اللہ کی قدرت کہ اُس سے اُس کی اپنی غرض بھی پوری ہوجاتی ہے۔ اور جانوروں کی غذا سال بھر کے لئے مفت ہاتھ آجاتی ہے۔ بعینہٖ ہم تو خدمتِ دین خالصتاً لوجہ اللہ نجاتِ آخرت کے خیال سے کرتے ہیں مگر روزی رساں رزق از خود عطا فرما دیتے ہیں۔ حضرتؒ پنجابی زبان میں فرمایا کرتے تھے "میں کدی دُنیا دی خاطر ککھ بھن کے دوہرا نہیں کیتا" یعنی ایک ذرّہ برابر دنیا کمانے کے لئے کوئی کام نہیں کیا مگر یہ اللہ کے نام کی برکت ہے۔ اور خدمتِ قرآن کا ثمر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی ضروریاتِ زندگی سے محروم نہیں رکھا۔ بلکہ ضرورت بعد میں پیش آتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسباب پہلے ہی مہیا فرما دیتے ہیں۔ یہ اُس کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔ کہ انسان کو بھوک بعد میں لگتی ہے۔ گھروں میں اور ہوٹلوں اور نانبائیوں کی دکانوں پر روٹی پہلے تیار رکھی ہے۔ کپڑے بعد میں پہنتے ہیں، اور دکانوں پر پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔ علیٰ ہٰذالقیاس دوسری چیزیں کہ مالک پیاس بعد میں لگاتا ہے۔ اور پانی باافراط پہلے ہی ہر جگہ موجود ہے۔

۱۲۔ نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

۱۹۵۳ء میں جب ختم نبوت کی تحریک میں تحقیقاتی عدالت کے سامنے بیان دینے کے لئے حضرتؒ کو جیل سے لایا گیا تو اس اثنا میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ حضرتؒ جو اس وقت جیل میں بیمار اور پیرانہ سالی کی وجہ سے سخت نڈھال تھے۔ عدالت میں تشریف فرما تھے۔ کہ اُنہیں پیشاب کی ضرورت ہوئی۔ اُنہوں نے چپڑاسی سے پیشاب گاہ کے لئے استفسار فرمایا۔ چپڑاسی جسٹس منیر کے کمرے کی طرف لے گیا۔ کہ یہاں پیشاب کرلیں۔ حضرتؒ نے جگہ تلاش کی، پانی وغیرہ ڈھونڈا مگر وہاں کوئی بھی چیز نہ تھی آخر پھر اُسی چپڑاسی کو بلایا اور اُس سے جگہ بتلانے کو کہا۔ اُس نے آکر ایک کمرے میں ایک اسٹول پہ ایک چینی کا پیالہ رکھا تھا اُس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس میں پیشاب کرو۔ حضرتؒ نے لوٹے پانی وغیرہ کے لئے دریافت کیا تو اُس نے صاف جواب دیا کہ صاحب ہمیشہ اسی طرح پیشاب کرلیتے ہیں یہاں تو کوئی اور چیز ہے نہیں حضرتؒ کیسے اپنے بدن اور کپڑوں کو ناپاک کرتے۔ مجبورًا پیشاب کئے بغیر واپس اپنی کرسی پر آگئے۔ اس تکلیف و پریشانی کا وہی اندازہ کرسکتا ہے۔ جس کسی کو اس طرح کے حالات سے سابقہ پڑے اور حضرتؒ مغربی تمدن کی جہاں اور بُرائیاں بیان کیا کرتے تھے، ایک مسلمان کی حیثیت سے اس واقعہ کا بھی بڑے سوز اور گداز سے تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جسٹس کیانی اور جسٹس منیر نے جو تحقیقاتی رپورٹ مرتب کی ہے۔ اُس میں لکھا ہے۔ کہ علماء اسلام، اسلام کی تعریف ہی نہیں کرسکے اور اسلام کی تعریف و تعبیر ہی میں اُن کا اتفاق نہیں۔ حالانکہ الفاظ مختلف ہوسکتے ہیں اور تعبیر میں بھی معمولی فرق مگر یہ کہ وہ اسلام کی تعریف ہی نہیں کرسکے۔ یہ کس قدر ناروا پروپیگنڈا ہے۔ خود تو ان چیف جسٹسوں، ججوں اور بیرسٹروں کو طہارت و پاکیزگیِ لباس و بدن کی بھی ابھی تک تمیز نہیں اور یہ علماء کو بدنام کرتے ہیں اور اسلام کے آڑے آتے ہیں

۱۳۔ نماز کی برکت

ایک ریلوے افسر نے دورانِ سفر ایک دفعہ بتایا کہ انگریز کے زمانے میں ایک گارڈ صاحب نماز کے وقت نماز کے لئے گاڑی روک لیا کرتے تھے۔ بعض مخالفوں نے اُن کی شکایت کی تو انہوں نے کہا کہ گاڑی یہاں سے روانہ ہوتی ہے۔ اور جہاں منزلِ مقصود پر پہنچنا ہوتا ہے آپ ہمارا کیس اٹھا کر دیکھ لیں۔ کہ کیا گاڑی ٹھیک وقت پر روانہ ہوئی اور منزلِ مقصود پر صحیح وقت پر پہنچتی ہے یا نہیں مگر مخالفوں نے پھر بھی اُس کا پیچھا نہ چھوڑا اور حکام سے کہا کہ چوری چھپے اس کا پیچھا کیا جائے اور دیکھا جائے کہ یہ گاڑی کھڑی کرتا ہے یا نہیں تحقیق کرنے پر بات صحیح ثابت ہوئی ایک دفعہ اس کے مخالفوں نے گاڑی کو نقصان پہنچانے کے خیال سے لائن کی پٹری اکھاڑ دی مگر اُس شخص کا بیان تھا کہ اس کے باوجود گاڑی صحیح سالم گزر گئی اور اس کے بعد جو دوسری ٹرین آئی اُس کو کافی نقصان پہنچا۔ اُس کے بعد اُس کے افسر اور مخالف وغیرہ اُس سے ڈرنے لگے اور وہ مزے سے اپنے فرائض انجام دیتا رہا۔

۱۴۔ مئے وحدت کا مستانہ

حضرت امروٹیؒ کے ہاں ایک مجذوب رہتا تھا۔ جس کا نام غالبًا سائیں گولا تھا۔ وہ ہر وقت عشقِ الٰہی میں غرق رہتا تھا۔ وحدت کا تخیل اس قدر راسخ کہ اکائی کے علاوہ دوسرا کوئی عدد بھی وہ سننا گوارہ نہ کرتا۔ دیہات کی عورتیں دن بھر اُس سے پانی کے گھڑے بھرواتیں اور کہتیں یہ لو ایک گھڑا بھر لاؤ۔ اور وہ ایک کے نام پر گھڑے بھرتا رہتا اگر کوئی عورت یہ کہہ دیتی کہ دو گھڑے بھر لاؤ تو وہ دونو گھڑے زمین پر دے مارتا اور گھڑا چکنا چور ہوجاتے۔ ایک ایک کرکے چاہے سارا

دن اُس سے کپڑے بھرواتیں تو وہ نہ تھکتا۔ پنجابی کا یہ شعر اُس کے حسب حال ہے ۔

عِلموں بس کریں یار۔ اِکّو اللہ تیرے درکار

۱۵۔ لاہوری گوجروں کی گیارہویں

لاہور میں عام طور پر رواج ہے۔ کہ گیارہویں والے دن (یعنی ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو) دودھ نہیں ملتا۔ میں نے گوالوں سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ ہمیں یہ مسئلہ بتایا گیا ہے۔ کہ اگر تم ہر مہینے کی گیارہ تاریخ کو دودھ کی کھیر پکا کر نہ دو گے تو تمہاری بھینسوں کے تھنوں میں کیڑے پڑ جائیں گے۔ حالانکہ یہی گوجر بھینسوں کے بچھڑوں پر اس قدر ظلم کرتے ہیں۔ کہ اُن کو اُن کی خوراک کا پورا دودھ بھی نہیں دیتے اور وہ بیچارے بھوک سے چلاتے رہتے ہیں۔ مگر بھلا ہو ان کے مولویوں اور پیروں کا جو اُن سے مہینے میں ایک دفعہ گیارہویں دلوا دیتے ہیں اور اُن کے سب گناہ بخشوا دیتے

۱۶۔ ختم شریف کا لطیفہ

علامہ حسین میر ایک اہلحدیث بزرگ تھے۔ جو روزنامہ "زمیندار" وغیرہ میں عرصہ دراز تک ملازم رہے۔ بڑے ظریف الطبع انسان تھے۔ اُن کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ امرت سر میں اُن کے محلے کے ختم پڑھنے والے ملّاؤں نے انہیں والدہ کا ختم کرانے کے لئے بار بار اصرار کیا۔ علامہ صاحب نے کہا بہت اچھا صبح آجاؤ سارے۔ چنانچہ وہ سپارے اور قرآن بغل میں دبا کے صبح اُن کے مکان پر آ گئے۔ علامہ صاحب نے بیٹھک میں انہیں بٹھا دیا۔ وہ قرآن پڑھنے لگ گئے۔ خود گھر میں بچوں کو کہہ دیا کہ ذرا تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد دیگچے میں چمچہ ہلاتے رہنا اور خود ڈیوٹی پر لاہور آ گئے۔ وہ بیچارے قرآن خوان پڑھتے پڑھتے جب اُکتا گئے تو گھر والوں کو بلا کر کہنے لگے کہ علامہ صاحب کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا۔ وہ تو لاہور ڈیوٹی پر چلے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا اچھا جو کچھ ہے لے آؤ۔ اُن بچوں نے کہا کیا لے آئیں؟ انہوں نے کہا جو پک رہا ہے اُن بچوں نے کہا کہ جی پکا تو کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ پکنے کی اور چمچے چلنے کی آوازیں جو آ رہی تھیں بچوں نے کہا۔ وہ تو علامہ صاحب ہمیں کہہ گئے تھے کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد دیگچی میں چمچہ چلاتے رہنا پکا پکایا تو کچھ نہیں اس پر انہوں نے کہا کہ سب کے سب اپنی اپنی ماں کو بخشو علامہ کی ماں کو کوئی نہ بخشے اور چلو۔

۱۷۔ اللہ کے نام کی تاثیر

جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات "مرد مومن" اور "انوار ولایت" چھپ گئیں اور ہاتھوں ہاتھ نکل گئیں تو ایک دفعہ محمود خان صاحب لغاری کی اہلیہ محترمہ کسی کام سے ملنے کیلئے آئیں تو انہوں نے فرمایا کہ دو سوانح عمریوں میں میرا واقعہ تو آیا ہی نہیں۔ میں نے کہا آپ اپنا واقعہ بیان فرمائیں آئندہ کبھی آ جائے گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میرے پیٹ میں سخت تکلیف ہو جاتی تو ڈاکٹروں سے اس بارے میں مشورہ وغیرہ کیا تو پتہ چلا کہ یہ کینسر (Cancer) کا مرض ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر امیر الدین صاحب سے اپریشن کے لئے دن اور وقت طے ہوا اور میو ہسپتال میں کمرے کا انتظام وغیرہ ہو گیا جس دن صبح اپریشن کا وقت مقرر تھا سخت پریشانی کی حالت میں محمود صاحب کو لے کر ان کی بیگم صاحبہ حضرتؒ کی خدمت میں صبح کے درس کے بعد حاضر ہوئیں اور دعا کیلئے درخواست کی۔ حضرتؒ نے اس اضطراب اور پریشانی کی وجہ پوچھی تو انہوں نے تکلیف کا اور اپریشن کا یہ سارا ماجرا بیان کیا اور اپریشن کے معاملے میں اپنے اضطراب اور پریشانی وغیرہ کا اظہار کیا تو حضرتؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے شفا دینے والے ہیں اپریشن سے یا اپریشن کے بغیر بھی شفا عطا فرما سکتے ہیں۔ اس اضطراب اور پریشانی کی کیا ضرورت؟ ہے۔ خدا پر اعتماد کرو اور زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ سن کر بیگم صاحبہ نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے کوئی وِرد کرنے اور تعویز وغیرہ یا کچھ پڑھنے کیلئے بتلائیں جس سے اللہ تعالٰے شفا عطا فرما دیں مجھے اپریشن سے بہت ڈر لگتا ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا اللہ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں وہ ہر طرح شفا عطا فرما سکتے ہیں۔ اللہ کو اپریشن کی کوئی ایسی ضرورت نہیں۔ بیگم صاحبہ کا اپریشن کی طرف سے خیال ہٹ گیا اور اللہ کے نام پر اعتماد بڑھ گیا اور حضرتؒ کے دم کرنے اور اطمینان دلانے کی وجہ سے فی الحال اپریشن کا خیال ترک کر دیا اور اطمینان سے گھر تشریف لے گئیں۔ آہستہ آہستہ درد کم ہونا شروع ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے بار بار اصرار کیا مگر انہوں نے جواب میں یہی کہا کہ میں فی الحال اپریشن کرانے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ مجھے اللہ کے نام کی برکت سے کچھ آرام محسوس ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ علاج اور اپریشن کی طرف سے غفلت نہ برتیں معاملہ ہمارے اختیار سے باہر نہ ہو جائے۔ غرض کچھ دنوں بعد مرض بالکل جاتا رہا اور قطعی طور پر آرام آ گیا جس پر ڈاکٹر و معالج اور دیگر احباب متعجب ہوئے۔

۱۸۔ سورۂ فاتحہ کی تاثیر

ڈاکٹر زین العابدین بہاؤالدین کے رہنے والے آج کل مدینہ منورہ میں قیام فرما ہیں۔ وہ جب اوکھلا (دہلی) میں جامعہ ملیہ اسلامیہ سے منسلک تھے اُن کا ایک دفعہ لاہور تشریف لانا ہوا۔ اتفاق سے حضرتؒ غالباً سندھ کے سفر پر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اس دوران میں جمعہ کا دن آ گیا۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب بڑے ہی فاضل عالم، متشرع اور متقی انسان ہیں انہوں نے جمعے کی تقریر سے پہلے ہمارے ہاں ایک گھنٹہ نماز جمعہ اور خطبہ مسنونہ سے قبل تقریر کے درمیان میں فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سورۂ فاتحہ موت کے سوا ہر مرض کا علاج ہے۔ ایک عجیب واقعہ جرمنی میں جب میں پی ایچ ڈی کرنے گیا ہوا تھا، پیش آیا جس کی تفصیل یہ ہے۔ ہوا یوں کہ میرے ایک استاذ کی بیوی کے پیٹ میں سخت درد شروع ہوا۔ کافی علاج معالجہ ہوا مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ تمام جرمن ڈاکٹر اپنے اپنے علاج اور اپنی اپنی تدبیریں کر کے ہار گئے تو میں نے سورۂ فاتحہ پانی پر غالباً سات بار پڑھ کر دم کیا۔ خدا کی قدرت کسی دوا سے آرام نہ آ رہا تھا اور اس پانی کے پیتے ہی آرام آ گیا۔ مجھ سے سب نے اصرار سے پوچھا کہ اس میں کیا دوائی ڈالی ہے؟ میں بتا نہیں سکتا تھا کیونکہ سارے ہی عیسائی تھے اور وہ بھی کوئی دہریہ قسم کے۔ میں اس بات سے ڈرتا تھا کہ کہیں قرآن کا اور دم پڑھنے کا نام لوں تو انہیں قرآن سے عقیدت تو ہو نہیں سکتی کہیں تکلیف دوبارہ نہ شروع ہو جائے مگر جب اصرار حد سے بڑھا تو پھر بتائے بغیر کوئی چارہ نہ رہا میری حیرت کی حد نہ رہی کہ میں تو سمجھتا تھا کہ شاید وہ اس پر یقین نہ رکھتے ہوں اور کہیں تکلیف پھر نہ شروع ہو جائے مگر اللہ کا کرنا کہ انہیں اس پر اعتماد ہو گیا اور خود جب کسی کو کوئی تکلیف ہو تو وہ گلاس پانی کا مجھے دیں اور میں سورۂ فاتحہ ہی پڑھ کر دم کر دوں اور اللہ تعالیٰ شفا دے دیں۔ سورۂ فاتحہ پڑھے ہوئے پانی کو انہوں نے اپنی لیبارٹری میں تجزیہ شروع کیا۔ میں بتانا نہیں چاہتا تھا انہوں نے جب لیبارٹری میں تجزیہ کیا تو اس

میں کوئی دوائی تو تھی نہیں کہ نکلتی لیکن اتنا معلوم ہوا کہ جو پانی پڑھا ہوا تھا اُس میں بظاہر سکون تھا لیکن خوردبین سے اُس میں جراثیم باہم دگر دست و گریبان اور اُن میں تلاطم سا برپا تھا جو خوردبین سے محسوس ہو سکتا تھا اور جو پانی نہیں پڑھا ہوا تھا اس میں اس کیفیت کا کوئی اثر نہیں تھا۔

۱۹۔ سورۂ والضحیٰ کا پہلا کرشمہ

والدہ مرحومہ فرمایا کرتی تھیں کہ میں اپنے والدؒ سے قرآن وغیرہ پڑھ چکی تھی تو انہوں نے مجھے بہشتی زیور اور بنات النعش وغیرہ ڈپٹی نذیر احمد کی کتابیں پڑھائیں۔ پھر مجھے بہشتی زیور سے زیادہ اُنس ہو گیا۔ وہ بڑی جامع مانع کتاب تھی۔ دین دُنیا کی کوئی ایسی بات نہیں جو اس میں بیان نہ کر دی گئی ہو۔ مجھے حضرت تھانویؒ کی دوسری کتابوں کے پڑھنے کا شوق ہوا۔ اِس دوران میں خیال ہوا کہ حضرت تھانویؒ سے خط و کتابت کروں۔ سو میں نے اپنے والد بزرگوارؒ سے اجازت لے کر بعض مسائل بذریعہ خط اُن سے دریافت کئے جن کا اُنہوں نے جواب دیا۔ بعض اوقات گھر میں کچھ اشیاء گُم ہو جاتیں اور تلاش سے بھی نہ ملتیں اور کبھی مل بھی جاتیں تو میں نے حضرت تھانویؒ کی خدمت میں اِس مقصد سے ایک خط لکھا۔ اُنہوں نے گُم شدہ چیزوں کی تلاش کے لیئے سورۂ والضحیٰ پڑھنے کے لیئے فرمایا۔ والدہ مرحومہ فرمایا کرتی تھیں کہ جب سے میں نے اُسے پڑھنا شروع کیا کوئی چیز نہ تھی جو گُم ہوئی اور نہ ملی۔ چنانچہ اس کی زبردست تاثیر دیکھ کر مجھے یہ خیال آیا کیوں نہ اِسے اللہ تعالےٰ سے کسی چیز کے طلب کرنے کے لیئے پڑھا جائے سو خدا کا کرنا مجھے اس میں سو فیصدی کامیابی ہوئی۔ میرا ایمان خدا پر اور اُس کے کلام پر روز بروز بڑھتا چلا گیا تا آنکہ ہمیں ہوش آئی اور جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی یا کوئی چیز گُم ہو جاتی تو والدہ مرحومہ خود بھی سورۂ والضحیٰ پڑھتیں اور ہم بچوں سے بھی پڑھواتیں۔ اس کے نتیجے میں ہمیں بھی اس عمل پر غیر معمولی اعتماد ہو گیا۔ چنانچہ جب کوئی چیز کھو جاتی تو اسے پڑھتا۔ ہاتھوں پر سرسوں جمنے والی مثل صادق آ جاتی۔ چنانچہ ۱۹۳۹ء میں حضرت مولانا سندھیؒ کو بڑی کوششوں اور کانگریس لیگ کی جدوجہد کے نتیجے میں ہندوستان واپس آنے کی اجازت ملی اور وہ مارچ ۱۹۳۹ء میں ہندوستان آ گئے چنانچہ حضرت والا بزرگوارؒ نے برادرِ معظم مولانا حبیب اللہ کو اُن کی خدمت کے لیئے اُن کے ساتھ کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ قرعہ فال میرے نام پڑا اور میں اُن کی خدمت کے لیئے ہر جگہ سفر میں ساتھ رہتا۔ ایک مرتبہ میں پیر جھنڈے میں تھا۔ مولانا سندھیؒ چند روز کے لیئے کراچی تشریف لے گئے اور مجھے پیر جھنڈے میں چھوڑ گئے۔ چنانچہ جس تاریخ کو اُنہوں نے واپس آنا تھا مجھے خیال ہوا کہ سعید آباد سٹیشن پر رات کے وقت شائد اُنہیں کوئی سواری میسر نہ آئے تو پیر صاحب سے اُن کا ایک اُونٹ مانگ کر ساتھ لیتے گئے۔ چنانچہ میں نے اور پیر صاحب کے ملازم محمد اکبر نے اونٹ کو اسٹیشن کے باہر باندھ دیا اور خود ان کے استقبال کیلئے پلیٹ فارم پر چلے گئے۔ ایسا ہوا کہ جب گاڑی آئی تو مولانا سندھیؒ مرحوم گاڑی سے نہ اُترے۔ ہم مایوس باہر آئے تو دیکھا اونٹ رسی توڑ کر کہیں بھاگ گیا ہے۔ دراصل انجن کی آواز اور اُس کی ہیبت دیکھ کر اونٹ بھاگ کھڑا ہوا۔ ہم بہت سخت پریشان ہوئے کہ رات کا وقت ہے، چاروں طرف اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ خدا جانے اونٹ مشرق کی طرف گیا ہے یا مغرب کی طرف شمال کی طرف گیا ہے یا جنوب کی طرف۔ رات اتنی تاریک تھی کہ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہ دے رہا تھا۔ اُس وقت سعید آباد کی آبادی بڑی مختصر سی تھی۔ لوگوں سے پُوچھ گچھ کی مگر کوئی پتہ نہ چلا۔ آخر مجبور ہو کے گوٹھ پیر جھنڈا کی طرف چل پڑے۔ مجھے راستے میں والضحیٰ یاد آئی۔ میں نے اکبر سے کہا کہ آپ بھی پڑھیں میں بھی پڑھتا ہوں۔ وہ کہنے لگا سائیں مجھے تو آتی نہیں۔ میں نے خود ہی پڑھنی شروع کر دی اور میرے پیچھے محمد اکبر نے تلاوت شروع کر دی پیر جھنڈے کے قریب دو اڑھائی فرلانگ کا فاصلہ باقی ہو گا کہ جنگل میں ایک اونٹ سے جا ٹکرائے اور محمد اکبر نے جلدی سے اُونٹ کو تھام لیا میں نے اس کو کہا یہ کس کا اونٹ ہے؟ وہ کہنے لگا یہ ہمارا ہی اونٹ ہے۔ میں نے اُسے مذاق سمجھا مگر جب اُس نے بار بار اصرار کیا کہ ہمارا اونٹ ہے تو میں نے کہا "ہو گا" اور ہمیں انکار کرنے کی ضرورت نہیں۔ اُس وقت رات کا اندھیرا تھا۔ صحیح طور پر میں اندازہ نہ کر سکا بہرحال اونٹ پر دونوں سوار ہوئے اور پیر جھنڈے اُتر گئے صبح کی نماز کے بعد دیکھا تو واقعی وہ اپنا ہی اونٹ تھا۔ خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ اگر خدانخواستہ وہ اونٹ نہ ملتا تو بڑی پریشانی ہوتی شرمساری ہوتی۔ پیر ضیاء الدین شاہ صاحبؒ حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے شاگرد اور حضرت لاہوری کے درسِ نظامی کے شریک درس تھے وہ ہم سے اُس کا معاوضہ بھی کبھی قبول نہ فرماتے جب اس بات کا خیال آتا تو اور بھی پریشانی ہوتی۔ اُس سے پہلے بھی کئی دفعہ سورہ والضحیٰ کے کافی اثرات کا مشاہدہ کر چکا تھا اِس لئے مجھے اونٹ ملنے سے پہلے ہی کافی حد تک اللہ کے کلام کا اعتماد تھا لیکن اونٹ مل جانے کے بعد تو اللہ کے کلام اور اُس کے اثرات پر حد سے زیادہ یقین بڑھ گیا اور اُس کے بعد مسلسل پڑھتا چلا جا رہا ہے جب یہ واقعہ میں نے حضرت والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ مرحومہ کے سامنے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا تمہیں پکڑ کر فرشتے اونٹ پر لے گئے اور اونٹ کو پکڑ کر تم پر جا گرایا اور اُنہیں بھی اس واقعہ سے بڑی خوشی ہوئی۔

۲۰۔ سورۂ والضحیٰ کا دوسرا کرشمہ

۱۹۶۴ء میں وفاق المدارس العربیہ کے دورۂ حدیث شریف کے امتحان کے لئے ہمارا مدرسہ قاسم العلوم شیر انوالہ لاہور سینٹر تجویز ہوا۔ امتحان کے پہلے روز پرچے ملتان بھیجنے کے لئے کاغذ کے لفافے لینے کے لیے میں مسجد وزیر خان کے دروازے کے نیچے ایک لفافوں والی بڑی دکان پر گیا۔ لفافے لے کر واپس آ گیا اور پرچے ڈال کر رجسٹری کر کے بھیج دیئے۔ شام کو کسی ضرورت سے جیب میں ہاتھ ڈالا تو بٹوہ نہیں تھا۔ خیال کیا کہ گھر میں ہو گا۔ دوسرے دن صبح گھر میں دیکھا تو وہاں بھی کوئی پتہ نہ چلا۔ آخر سوچا تو یہ یاد آیا کہ کل جو لفافے لئے تھے اُس کے بعد سے بٹوہ نہیں مل رہا۔ سورۂ والضحیٰ پڑھتے ہوئے اس خیال سے اُس دُکان پر چلا گیا کہ اللہ کی نعمت ضائع کرنا بھی اچھا نہیں اگر تلاش کرنے سے مل جائے تو اللہ تعالےٰ کی مہربانی۔ وہاں گیا، اُن سے بھی کہا کہ بٹوہ میرا کل سے نہیں مل رہا۔ آپ کے ہاں لفافے خریدنے آیا تھا اس کے بعد سے نہیں مل رہا اگر آپ کے علم میں ہو تو مجھے بتا دیں۔ دکان دار نے کہا بٹوہ آپ کا بازار میں گرا ہے یہاں نہیں۔ یہ ہمارے پاس یتیم بچہ بیٹھا ہوا ہے کام سیکھنے کے لئے۔ یہ اتفاقاً بازار میں گیا تو بٹوہ کسی لڑکی کو اٹھاتے ہوئے دیکھا تو اس نے زبردستی چھین لیا کہ بٹوہ مولوی صاحب کا ہے جو ہمارے ہاں سے لفافے لے گئے ہیں۔ وہ لڑکی اپنے باپ وغیرہ رشتہ داروں کو بلا لائی کافی تکرار اور بحث مباحثے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

کیا مسیحیت عالمگیر مذہب ہے؟

از محمد امین صفدر امیر مجلس قادریہ راشدیہ اوکاڑہ

ناظرین کرام اس وقت یورپ میں جس لادینی کا دور دورہ ہے۔ اس سے کون شخص بے خبر ہے۔ وہاں کی بے حیائی فحاشی اور عریانی ضرب المثل ہوگئی ہے۔ اس بے دینی کی آگ نے یورپ کے خرمن دین و دیانت کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیا ہے۔ مگر عیسائی مشنریوں کی عجیب حالت ہے ہر عقل مند شخص پہلے اپنے گھر کی آگ بجھاتا ہے پھر دوسرے کی فکر کرتا ہے۔ ان کو بھی چاہئے تھا کہ وہ پہلے اپنے گھر کی خبر لیتے۔ مگر اپنے گھر کو بھڑکتا ہوا چھوڑ کر یہاں سات سمندر پار آتے ہیں اور اپنے دین کی تبلیغ کے بہانے مسلمانوں کے دل میں شبہات ڈالتے ہیں۔ حالانکہ اگر یہ لوگ اپنے مذہب کا ہی مطالعہ کرتے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ انجیل کوئی عالمگیر کتاب نہیں ہے اور نہ مسیحؑ عالمگیر نبی ہیں بلکہ مسیحؑ نے تو غیر اسرائیلی لوگوں کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے۔ مگر یہ اپنے مذہب سے بے خبر ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔ کیا مسیحؑ کا مشن عالمگیر تھا؟ آج کل عیسائی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ کہ مسیحی مشن عالمگیر مشن ہے حالانکہ یہ نظریہ انجیل کی تصریحات کے خلاف ہونے کے ساتھ عقل کے بھی خلاف ہے

پہلی دلیل۔ فرشتے کی گواہی فرشتہ نے اُس سے کہا اے مریم خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے۔ دیکھ تو حاملہ ہوگی اور تیرے بیٹا ہوگا۔ اُس کا نام یسوع رکھنا۔ وہ بزرگ ہوگا.... اور خداوند خدا اُس کے باپ داؤد کا تخت اُسے دے گا۔ اور وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کرے گا (لوقا ۱/۳۲-۳۳) فرشتے کی یہ گواہی اپنے مفہوم میں صاف ہے۔ کہ مسیحؑ صرف داؤد کے تخت اور یعقوب کے گھرانے کے بادشاہ ہیں۔

دلیل دوم۔ انجیل متی میں ہے۔ نبی کی معرفت یوں لکھا گیا ہے۔ کہ اے بیت لحم یہوداہ کے علاقے تو یہوداہ کے علاقے میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں۔ کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا۔ جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کرے گا (متی ۲/۶) یہاں بھی مسیحؑ کو اسرائیل کا گلہ بان ہی بنایا گیا ہے معلوم ہوا کہ مسیحؑ کی آمد سے پہلے بھی جس نے پیش گوئی کی اُس میں مسیحؑ کو اسرائیل کا گلہ بان ہی کہا اور نتن ایل نے بھی مسیحؑ کو اسرائیل کا بادشاہ ہی کہا (یوحنا ۱/۴۹) مسیحؑ کی تعلیم کا اصل الاصول [illegible] * کی طرف ہے اور انجیل متی باب ۱۵ میں ایک کنعانی عورت کا واقعہ مذکور ہے کہ اُس نے مسیحؑ کو کہا اے خداوند ابن داؤد مجھ پر رحم کر... اُس نے جواب میں کہا کہ میں بنی اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی اور کے پاس نہیں بھیجا گیا مگر اُس نے آکر اُسے سجدہ اور کہا اے خداوند میری مدد کر اُس نے جواب میں کہا لڑکوں کی روٹی لے کر کتوں کو ڈال دینا اچھا نہیں (متی ۱۵/۲۲-۲۶) پاک چیز کتوں کو نہ دو اور اپنے موتی سؤروں کے آگے نہ ڈالو ایسا نہ ہو کہ وہ اُن کو پاؤں تلے روندیں اور پلٹ کر تم کو پھاڑیں (متی ۷/۶) معلوم ہوا کہ مسیح کی نظر میں اسرائیل کے خاندان کے سوا باقی تمام جہان کتوں اور سؤروں کی دنیا ہے اُن کو کوئی پاک تعلیم نہیں دینی چاہئے اور انجیل سے ثابت ہے کہ دنیا میں بدترین مخلوق وہ ہیں "اگر تیرا بھائی تیرا گناہ کرے تو جا اور خلوت میں بات چیت کرکے اُسے سمجھا اگر وہ تیری سُنے تو تو نے اپنے بھائی کو پا لیا اور اگر نہ سُنے تو ایک دو آدمیوں کو اپنے ساتھ لے جا تاکہ ہر ایک بات دو تین گواہوں کی زبانی سے ثابت ہو جائے اگر وہ اُن کی بھی سننے سے انکار کرے۔ تو کلیسیا سے کہہ اور اگر کلیسیا کی بھی سننے سے انکار کرے تو تو اُسے غیر قوم والے اور محصول لینے والے کے برابر جان (متی ۱۸/۱۵-۱۷) مسیحؑ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ بدترین مخلوق وہ ہیں۔ محصول لینے والے اور غیر قوم ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہ رکھنا چاہئے۔ چنانچہ پولوس کہتا ہے۔ جب کیفا (پطرس) انطاکیہ میں آیا تو میں نے روبرو ہوکر اُس کی مخالفت کی کیوں کہ وہ ملامت کے لائق تھا۔ وہ غیر قوم والوں کے ساتھ کھایا کرتا تھا۔ اس کے بعد پولوس نے کہا کہ کیفا کا یہ طرز عمل انجیل کے خلاف ہے کیونکہ ہم گنہگار غیر قوموں سے نہیں ہیں (گلتیوں ۲/۱۰-۱۵) مندرجہ بالا حوالوں سے ظاہر ہوا کہ غیر قوم والے کتے اور سؤر ہیں وہ بدترین مخلوق ہیں اُن کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہ رکھنا چاہئے۔ مگر عیسائی نہ صرف یہ کہ آج غیر قوموں کو تبلیغ کرتے ہیں بلکہ انجیل لوقا جو ایک غیر قوم کی تصنیف اُس کو الہامی مانتے ہیں۔ پادری صاحبان جواب دیں کہ کیا کسی کتے اور سؤر بدترین مخلوق کو الہام ہو سکتا ہے۔ اور اُس کی کتاب الہامی ہو سکتی ہے؟ اگر ہو سکتا ہے تو مندرجہ بالا حوالوں کا کیا مطلب؟ نیز اس قسم کے رسالوں کا کیا مطلب جو آئے دن عیسائیوں کی طرف سے در بدر تقسیم ہوتے ہیں۔ کہ نبوت صرف بنی اسرائیل کے ساتھ خاص ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ غیر اسرائیلی ہیں اس لئے وہ نبی نہیں ہو سکتے اور اگر غیر اسرائیلی کو الہام نہیں ہو سکتا۔ تو انجیل لوقا اور صحیفہ ایوب کو کیوں الہامی مانتے ہو۔ حالانکہ لوقا اور ایوب دونوں غیر اسرائیلی ہیں۔ نیز حوالہ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح غیر قوم بدترین مخلوق ہے اسی طرح محصول لینے والے بھی بدترین مخلوق ہیں مگر عیسائی متی کی انجیل کو الہامی مانتے ہیں۔ حالانکہ متی محصول لینے والا ہے دیکھو انجیل متی ۹/۹ اسی طرح انجیل متی ۲۱/۵ پر بھی مسیحؑ کو صیہون کا بادشاہ لکھا ہے نہ کہ تمام دنیا کا عالمگیر نبی یا بادشاہ۔

مسیحؑ کا حکم۔ مسیحؑ نے اپنے بارہ شاگردوں کو جب تبلیغ کے لئے بھیجا تو اُن کو حکم دے کر کہا غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا اور اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔ بیماروں کو اچھا کرنا۔ مُردوں کو جلانا۔ کوڑھیوں کو پاک صاف کرنا بدروحوں کو نکالنا تم نے مفت میں پایا مفت دینا نہ سونا اپنے کمربند میں رکھنا نہ چاندی نہ پیسے راستہ کے لئے نہ جھولی لینا اور نہ دو دو کُرتے نہ جُوتیاں[۱] نہ لاٹھی (متی ۱۰/۵-۱۰) تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم[۲] آجائے گا (متی ۱۰/۲۳) یسوع نے اُن سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لئے ہو بارہ تختوں[۳] پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف

---

(۱) افسوس ہے کہ آج کے مسیحی مشنری ان باتوں میں سے کسی ایک بات پر بھی عمل نہیں کرتے وہ روپے اپنے پاس رکھتے ہیں جُوتیاں پہنتے ہیں۔ کئی کئی کُرتے ساتھ ہوتے ہیں اسرائیل کے گھرانے کو چھوڑ کر غیر قوموں کے پاس جاتے ہیں کبھی مردہ زندہ کرکے نہیں دکھاتے حالانکہ مسیحی مبلغین میں مندرجہ اوصاف ہونے لازمی ہیں (۲) افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسیحؑ کی یہ پیشگوئی غلط ہوگئی کیونکہ وہ بارہ شاگرد اسرائیل کے شہروں میں پھر پھرا کر فوت ہو چکے اور عرصہ ہوگیا مگر مسیحؑ ابھی تشریف نہیں لائے (۳) نہایت افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ مسیحؑ کی یہ پیش گوئی بھی غلط نکلی کیونکہ اس کا واضح مطلب ہے کہ مسیحؑ کی دوبارہ آمد تک یہ بارہ شاگرد باایمان رہیں گے۔ مگر افسوس کہ اُن میں سے یہوداہ مرتد ہوگیا اور بارہ تختوں کی بجائے گیارہ تختے رہ گئے

* [illegible]

کروگے (متی ۱۹/۲۸) اس جگہ زمانہ جلال میں بھی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اس یعنی داؤد کی نسل میں سے خدا نے اپنے وعدہ کے موافق اسرائیل کے پاس ایک منجی یعنی یسوع کو بھیج دیا۔ (اعمال ۱۳/۲۳) معلوم ہوا کہ حواری بھی مسیحؑ کو اسرائیل کے منجی سمجھتے تھے۔ آپ یقیناً کے صریح حوالے پڑھتے پڑھتے اُکتا گئے ہوں گے کہ مسیحؑ کا مشن ہرگز ہرگز عالمگیر نہیں بلکہ وہ صرف اسرائیل کے منجی داؤد کے تخت اور جیون کے بادشاہ اور اسرائیل کے گلہ بان تھے

آئیے اب ہم عقلی طور پر بھی موازنہ کرکے دیکھ لیں کہ کیا مسیحیت کے بنیادی اصول اپنے آپ میں عالمگیر ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کسی مذہب میں دو ہی چیزیں ہوتی ہیں۔ ۱۔ اعتقاد ۲۔ اعمال مگر آپ یہ پڑھ کر حیران ہونگے انجیل کے مطابق کوئی عیسائی نہ اپنا ایمان ثابت کر سکتا ہے۔ اور نہ اپنے نبی کا ایمان ثابت کرسکتا ہے آئیے پہلے انجیل کی روشنی میں ہم علامات ایمان متعین کرلیں "مسیح نے فرمایا" میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکوگے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا۔ اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہوگی (متی ۱۷/۲۰) اور ایمان لانے والوں کے درمیان یہ معجزے ہوں گے۔ وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے۔ نئی نئی زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اٹھائیں گے۔ اور کوئی ہلاک کرنے والی چیز پئیں گے تو انہیں کچھ ضرر نہ پہنچے گا وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو اچھے ہو جائیں گے (مرقس ۱۶/۱۸) میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کرے گا۔ بلکہ ان سے بھی بڑے کام کرے گا۔ (یوحنا ۱۴/۱۲) شاگردوں نے یہ دیکھ کر تعجب کیا اور کہا یہ انجیر کا درخت کیونکر ایک دم میں سوکھ گیا یسوع نے جواب میں اُن سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر ایمان رکھو اور شک نہ کرو تو نہ صرف وہی کروگے۔ جو انجیر کے درخت کے ساتھ ہوا بلکہ اگر اس پہاڑ سے بھی کہوگے کہ تو اُکھڑ جا اور سمندر میں جا پڑ تو یوں ہی ہو جائے گا اور کچھ دعا میں ایمان کے ساتھ مانگوگے وہ سب تم کو ملے گا (متی ۲۱/۲۰-۲۲) خداوند نے کہا اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوتا تو تم اس توت کے درخت سے کہتے کہ جڑ سے اُکھڑ کر سمندر میں جا لگ تو تمہاری مانتا (لوقا ۱۷-۶)

کیا آج کسی بڑے سے بڑے بشپ میں بھی ایسا ایمان موجود ہے کہ وہ مسیح سے بڑھ کر معجزات دکھائے آج عیسائی فرزندان خدا (معاذ اللہ) اپنے قادر مطلق خدا کو تیس روپے میں فروخت کرنے والے اور اس کی لاش کو صلیب پر چھوڑ کر بھاگنے والے مجاہد میدان میں آکر اس بات کا ثبوت دیں کہ اُن میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے ہم اُن سے پہاڑ اُکھاڑنے کا مطالبہ نہیں کریں گے بلکہ اپنا جوتا اتار کر زمین پر رکھ دیں گے پادری صاحب اپنی ایمانی قوت سے بغیر ہاتھ لگائے اسے دس فٹ اونچا ہوا میں کھڑا کر دیں اور آدھ سیر زہر پی کر دکھا دیں۔ مگر ایسا نہ ہو کہ آپ کے قادر مطلق کی لاش جس طرح صلیب پہ تڑپتی تھی۔ آپ کی لاش بھی زہر سے پھٹتی نظر آئے اور یہ بھی یاد رہے کہ جس شخص میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو وہ پہاڑ کو اکھاڑ سکتا ہے۔ مگر آپ کے قادر مطلق خدا تو صلیب کی لکڑی پر تڑپتے رہے اُس لکڑی کو بھی نہ توڑ سکے کیا انجیل کے موافق اُن میں رائی کے برابر بھی ایمان ثابت ہوتا ہے تو جب انجیل کا مطلوبہ ایمان کسی ایک عیسائی میں بلکہ اُن کے نبی میں بھی نہیں پایا۔ گیا تو اس کو عالمگیر دین کہنا کہاں کی عقل مندی ہے کیا عالمگیریت اسی کا نام ہے کہ ایک متنفس بھی اُس پر ایمان کی اہلیت نہ رکھتا ہو۔

علاوہ ازیں مسیحی عقائد میں کفارہ کا مسئلہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر یہ بالکل خلاف عقل و نقل ہے کیا آج کوئی حکومت اس قانون کو جاری کر سکتی ہے۔ کہ کرے کوئی بھرے کوئی کیا اصل مجرم کو چھوڑ کر بے گناہ کو سزا دینے سے کوئی ملک امن وامان کی زندگی گزار سکتا ہے اگر مسیحؑ کی صلیبی موت سے سب گناہ معاف ہوگئے ہیں۔ تو آج عیسائی ممالک میں عدالتیں کیوں قائم ہیں انجیل کی تعلیم کہ "میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو کوئی تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اُس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی تجھ پر نالش کرکے تیرا کرتا لینا چاہے تو چوغہ بھی اُسے لے لینے دے (متی ۵/۳۹) کیا انجیل کے سوا کسی اور کتاب نے بھی شریر کی اس قدر حمایت کی ہے اگر کوئی چور کسی عیسائی کے گھر میں گھس آئے۔ اور اُس کا مال اٹھائے تو اسے چور سے کچھ واپس لینے کا حق نہیں بلکہ اپنے گھر کا باقی مال بھی اُسے دے دے۔ اگر کوئی شریر بادشاہ کسی عیسائی حکومت کا ایک صوبہ دبالے تو عیسائی بادشاہ کو مقابلہ کی اجازت نہیں اور نہ وہ اپنا صوبہ واپس لے سکتا ہے بلکہ انجیل کی تعلیم کے موافق ضروری ہے کہ اپنی حکومت کا ایک دوسرا صوبہ بھی اُسے دے دے اگر کوئی شریر کسی عیسائی کی ایک لڑکی بھگا کر لے جائے تو عیسائی پر ضروری ہے کہ دوسری لڑکی بھی اُس کو دے اور اُس شریر کا مقابلہ نہ کرے اگر یہ قانون ایک دن کے لئے بھی کوئی حکومت جاری کردے تو غروب آفتاب سے پہلے پہلے دنیا جہنم بن جائے اور کسی شریف آدمی کی جان و مال اور ناموس محفوظ نہ رہ سکے کیا اسی قانون کو عالمگیر بتایا جا رہا ہے۔ معروضات بالا سے ظاہر ہے مسیحی مشن ہرگز عالمگیر اصول پیش نہیں کرتا عیسائی مشنریوں پر ضروری ہے کہ پہلے وہ اپنے گھر کی آگ بجھائیں اور کم از کم یہ انجیل کے قوانین یورپین ممالک میں نافذ کروائیں اور تماشا دیکھیں۔ آخر میں ہم اپنی رحمدل اور فراخ حوصلہ حکومت سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ایسے مذہب کے مشنریوں کی کڑی نگرانی کرے جو سراسر شریروں کا حامی اور عدل و انصاف کا دشمن ہے جس کو مان لینے کے بعد نہ کسی ملک کی حکومت محفوظ رہ سکتی ہے اور نہ کسی شریف انسان کی شرافت و وقار قائم رہ سکتا ہے۔

حضورؐ کے اسماء مبارک "محمدؐ اور احمدؐ"

ماسٹر محمد امین لاہور

زباں پہ بادِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

جب حضورؐ پیدا ہوئے تو آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ کا عقیقہ کیا۔ جب سب اہل قریش جمع ہوئے تو حضورؐ کا نام پوچھا گیا۔ آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے محمدؐ نام بتایا تو وہ سب متعجب ہوئے اور پوچھا کہ اے ابوالحارث یہ نام کیسے سوجھا آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا کہ جس طرح حضورؐ کے والد ماجد جناب عبداللہ کی پیدائش کے وقت القاء ہوا تھا۔ اسی طرح اس پوتے کی پیدائش کے وقت بھی نام محمدؐ کی بشارت دی گئی ہے۔ چنانچہ حضورؐ کی والدہ ماجدہ اور دادا کا الہام اور خواب میں انہی دو ناموں "محمدؐ اور احمدؐ" کی طرف اشارہ تھا۔ محمدؐ نام دنیا میں اور احمدؐ نام آسمانوں میں معروف ہؤا۔ پس اسی طرح محمدؐ اور احمدؐ نام بھی تائید ایزدی اور القاء ربانی سے رکھے گئے

جب آپ کی والدہ ماجدہ جناب آمنہ سے دریافت کیا گیا تو آپؓ نے بھی یہی فرمایا کہ مختلف سہانے خوابوں کے ذریعے آپ کا نام محمدؐ اور احمدؐ کی بشارت دی گئی ہے۔ حضرت فاطمہ بنت عبداللہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کی پیدائش کے وقت ایک نور چمکا۔ جس سے شام کا علاقہ اور قیصر و کسریٰ کے محل نظر آئے آسمان کے ستارے جھکے خانہ کعبہ کے بت گرے اور ایران کے آتش کدے بجھ گئے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ نورِ نبوت سے دنیا کی ظلمت و تاریکی دور ہو گئی۔ پیدائش سے چند دن پہلے کا واقعہ فیل بھی آپ کی عظمت اور نبوت پر بیّن دلیل ہے۔ ان سب واقعات کی تصدیق صحاح ستہ کی کتب سے ملتی ہے۔ قرآن کے الفاظ یہ ہیں۔ قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِينٌ ۝

ترجمہ: تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور مراد "حضورؐ" اور واضح کتاب مراد قرآن آچکا ہے

محمدؐ کا اصل مادہ حمد ہے جس کے معنی تعریف کیا گیا کے ہیں یعنی وہ ذات جو جملہ اوصاف و فضائل اور محاسن کی حامل ہو۔ اور اس کے کمال بدرجہ اتم اصلی اور حقیقی رنگ میں محبت و عقیدت کے ساتھ بار بار بیان کئے جائیں۔ اس لحاظ سے محمدؐ کے معنی یہ ہوئے کہ وہ ذات جس کی صفات اور کمالات محبت اور کثرت سے تکرار کے ساتھ بیان کئے جائیں۔ اور بعض اس کے معنی یہ بھی کرتے ہیں کہ وہ ذات جس میں خصائل حمیدہ اور اوصافِ پسندیدہ درجۂ کمال تک پائے جائیں۔ جس کی تصدیق خلق عظیم کے لفظ سے بھی واضح ہے اور اس میں شک ہی کیا ہے۔ کہ قرآن حدیث تاریخ اور سیرت کی کتابیں آپ کی تعریف اور اخلاقِ حسنہ اور خلقِ عظیم سے معمور ہیں۔ اپنے تو کیا غیروں نے بھی آپؐ کی سیرت حسنہ پر اتنی کتابیں اور تقریریں لکھی ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے ریفارمر مصلح اور فاتح پر نہیں لکھی گئیں "جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے" خود دشمنانِ دین بھی آپ کی سیرت سے متاثر نظر آتے ہیں خود مشرکین مکہ نے تو آپ کو سیرت کی بدولت صادق اور امین کہا۔

اسی طرح احمدؐ نام بھی تفضیل کل کا صیغہ ہے۔ مفعول کے معنی بھی دیتا ہے۔ بعض کے نزدیک فاعل کے معنی میں مستعمل ہؤا ہے۔ اسم مفعول سے یہ معنی ہوئے کہ سب سے زیادہ ستودہ صفات شخصیت اور یہ حقیقت ہے کہ آپ سے بڑھ کر کسی کو نہیں سراہا گیا۔ اسم فاعل کے لحاظ سے یہ معنی ہوں گے کہ مخلوق میں سب سے زیادہ خدا کی حمد و ثنا کرنے والا۔

چنانچہ آپ نے خدا کی وہ حمد و ثنا کی جو آج تک کسی سے نہیں ہو سکی۔ اس لئے حضرات انبیاء سابقین نے بھی آپ کی بشارت لفظ احمدؐ سے کی اور اسی لئے یہ امت "حمادین یا حمادون" کے نام سے موسوم ہوئی یعنی خدا کی سب سے زیادہ حمد و ثنا کرنے والی امت۔ احمدؐ نام کی برکت سے خدا نے الحمد عطا فرمائی اور اسی لئے اکثر اسلامی پروگرام میں الحمد اور حمد و ثنا کا حکم فرمایا گیا ہے پہلے لوگ اکثر آسمانی کتب سے آپ کی بشارت اور آپ کی عظمت پڑھ کر آپ کے نام سے برکت تلاش کیا کرتے تھے۔ اور مصیبت کے وقت اسی نام کی برکت سے فریاد کرتے تھے۔ لیکن افسوس جب وہ احمدؐ آیا اور نبی اسماعیلؑ میں آیا تو حضورؐ کی صفات حلیہ اور نام احمدؐ تک اپنی کتب سے مٹا دیا۔ اس لئے کہ بنی اسحاقؑ سے نبوت منتقل کیوں ہو گئی سورہ صف آیت نمبر ۶ میں خدا فرماتا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ جب عیسٰی ابن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا۔ اس کا نام احمدؐ ہو گا۔ لیکن جب وہ آیا۔ تو کہنے لگے کہ یہ جادو ہے۔

اسی طرح آخرت میں بھی حضورؐ سب سے پہلے اٹھ کر خدا کی وہ حمد و ثنا کریں گے جو آج تک کسی نے نہ کی ہو گی۔ اور اسی حمد و ثناء کی بدولت آپ کو مقام محمود اور لواءِ حمدؐ عطا ہو گا۔ اور سب نبی ولی اولین و متاخرین آپ کی طرف اشارہ فرمائیں گے۔ یہی وہ مقامِ شفاعت کبریٰ ہے۔ جس میں آپ سب انبیاء سے ممتاز ہوں گے۔ اور یہی وہ مقام محمود ہے۔ جہاں حضورؐ سجدے میں خدا کی وہ حمد و ثنا کریں گے جو کسی نے نہ کی ہو گی تو خدا کی رحمت جوش میں آ گئی۔ اور آواز سنائی دے گی کہ ارفع راسک یا محمدؐ ......

اے محمدؐ اپنا سر اٹھا جو مانگے گا ملے گا۔ اور جس کی شفاعت کرے گا بخشا جائے گا۔ مختصر یہ محمدؐ اور احمدؐ دونوں نام بڑے نام ہیں اور خدا کے بڑے پسندیدہ ہیں دنیا اور آخرت میں خدا کی رحمت کے ساتھ انہی ناموں کی جلوہ فرمائی ہے کیوں نہ ہو

محمدؐ حامد حمد خدا بس
خدا مدحت سرائے مصطفٰےؐ بس

ویسے تو آپ کے ننانوے نام ہیں۔ لیکن یہ دو نام بہت معروف ہیں۔ باقی صفاتی نام بھی بہت سے ہیں لیکن حدیثوں میں مزید تین نام زیادہ موجود ہیں۔ مثلاً ماحی۔ یعنی کفر کو مٹانے والا۔ حاشر۔ حشر کا پیشوا یا سب سے پہلے حشر کے دن اٹھنے والا۔ اور عاقب نام بھی آئے ہیں عاقب کے معنی عقب یعنی آخر الزمان اور خاتم النبیین کے ہیں۔

آؤ بچو ہم بھی ان پیارے ناموں کی برکت سے دعا کریں تاکہ ہماری بگڑی بن جائے۔

"اللّٰھم ارحمنا بحرمۃ نبی آخر الزمان" اے اللہ ہم پر نبی آخر الزمان کی برکت سے رحم فرما

آمین!

اللّٰھم صلی علی محمدؐ و بارک وسلم

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۶ سے آگے

چنانچہ

ثابت یہ ہؤا کہ سیدھی راہ پر اور نیک وہ ہیں جو قرآن کو دستور العمل بنائیں۔ سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشعل راہ بنائیں اور حضور انبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن سے قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ اشاعت دین میں کون تمہارے معاون اور کون مخالف تھے؟ اور انہیں کی صحبت میں بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ اس قسم کے نیک بخت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر دور میں ہوں گے اور انہی اللہ والوں کا تعلق قیامت کے دن کام آئے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان نیک بختوں کے زمرہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بقیہ مولانا عبیداللہ انور کیساتھ پندرہ دن صفحہ ۱۲ سے آگے

کے بعد دوسرے دکانداروں نے فیصلہ کیا کہ جب کہیں مالک مل جائے اس وقت فیصلہ کریں گے۔ لڑکی نے چونکہ بٹوہ اٹھایا تھا اس لئے لڑکی والوں کے پاس ہی رہنا چاہیئے چنانچہ دوسرے دن میں پہنچ گیا۔ قریب ہی لڑکی والوں کا مکان اور سلائی کی مشینوں کی دکان تھی۔ جب میں نے مطالبہ کیا تو ان لوگوں اور دکانداروں نے سب نے مل کر پوچھا کہ کوئی نشانی بتائیں۔ اس میں کتنے روپے تھے، میں نے چونکہ گن کے رکھے ہوئے نہیں تھے۔ اس لئے اندازاً میں نے کہا کہ پچاس سے کم نہیں، سو سے زیادہ نہیں۔ انہوں نے کہا یہ تو کوئی صحیح نشانی نہیں ہے۔ مجھے یاد آگیا کہ اس میں سعودی عربیہ کا دس ریال کا نوٹ رکھا ہے۔ سو اس پر ان لوگوں نے بٹوہ میرے حوالے کر دیا کیونکہ یہ نشانی ایسی تھی کہ اوروں کے پاس لاہور میں سعودی عربیہ کے نوٹ کہاں ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ سورۂ والضحیٰ کے اس قسم کے بیسیوں واقعات پیش آئے۔

۲۱- سورۂ والضحیٰ کا تیسرا کرشمہ

ایک دفعہ پرانی انارکلی سے میری سائیکل چوری ہو گئی۔ کافی تلاش کے بعد مایوس ہو کے گھر لوٹ آیا اور پرانی انارکلی کے تھانے والوں کو اس کی اطلاع دی اور درمیان میں والضحیٰ پڑھتا رہا۔ دو تین دنوں کے بعد سائیکل چرانے والا کسی سائیکلوں والے کے پاس گیا۔ اس نے کہا ہم سائیکل نہیں خریدتے۔ بعض سائیکلیں چوری کی ہوتی ہیں۔ اس نے کہا کہ میں تو اپنی ضرورت کی وجہ سے بیچ رہا ہوں آپ لے لیں مہربانی ہو گی۔ دکاندار نے کہا اگر تھانے والے ضمانت دیدیں کہ سائیکل چوری کی نہیں تو پھر لے لیں گے۔ اس نے کہا بے شک تھانے چلو۔ دکان والا سائیکل تھامے ہوئے تھانے کی طرف جا رہا تھا کہ یہ پیچھے سے کھسک گیا۔ غرض انہوں نے مجھے اطلاع دی کہ اپنی سائیکل لے جاؤ۔ وہاں اور بھی کچھ سائیکلیں پڑی ہوئی تھیں میں نے جا کے دیکھا تو سائیکل میری ہی تھی۔ اس دوران میں اکثر سورہ والضحیٰ پڑھتا رہا اور خدا کا کرنا کہ سورہ والضحیٰ کی برکت سے سائیکل مل گئی۔

۲۲- سورۂ والضحیٰ کا چوتھا کرشمہ

اسی طرح حاجی بشیر احمد کی سائیکل جو وہ کرائے پر لائے تھے کھو گئی۔ کافی تلاش کرنے کے بعد نہ ملی دکاندار کو سائیکل کی قیمت کا اکثر حصہ بھی ادا کر دیا ابھی پوری قیمت ادا نہیں کی تھی۔ اس دوران میں والضحیٰ پڑھتے رہے۔ خدا کا کرنا کہ چوروں کا ایک گروہ پکڑا گیا جس سے حاجی صاحب کی سائیکل سمیت اکیس ۲۱ سائیکلیں چوری کی برآمد ہوئیں۔

۲۳ سورۂ والضحیٰ کا پانچواں کرشمہ

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم اور اپنے کلام کی برکت سے ہمیں دنیا کی ہر نعمت دی۔ متعدد مرتبہ گھر کے ہر ہر فرد کو اللہ نے حج کا شرف عطا فرمایا اسی طرح اللہ نے اپنے فضل سے مکان اور بھینس تک عطا فرمائی اور اس کو چارہ ڈالنے، پانی پلانے وغیرہ کی ڈیوٹی میری لگی ہوئی تھی۔ کافی عرصہ تک رہی اس کے بعد پھر کسی کو دے دلا دی۔ والدہ مرحومہ فرمایا کرتی تھیں کہ میرے پاس ایک ہتھیار ہے اور وہ تسبیح اور اللہ کی ایک کلام ہے جس کی تاثیر کا ہمیشہ مشاہدہ کیا اور وہ ہے سورۂ والضحیٰ جس مقصد کے لئے جب پڑھی، گمشدہ چیز کے لئے یا کسی چیز کے اللہ تعالےٰ سے حاصل کرنے کے لئے، اللہ نے کبھی مایوس نہیں کیا اور جلد عطا فرمائی۔ ایک دفعہ صبح حضرتؒ درس دے رہے تھے کہ کسی شخص نے اندر کہلا بھیجا کہ درس کے بعد باہر تشریف لائیں۔ حضرت باہر تشریف لائے۔ اُس نے کہا میں بھینس لایا ہوں قبول فرمائیں حضرتؒ نے پوچھا کہ بھی کی کہاں سے لائے ہو کس غرض سے لائے ہو کیوں لائے ہو اس نے کہا میرے دل میں ڈالا اور میں اپنی بھینس لے کر آیا ہوں آپ اس کو قبول فرمالیں۔ حضرتؒ نے قبول فرمالی اور چلا گیا۔ حضرتؒ فرماتے تھے کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ کون تھا؟

۲۴- ایک لطیفہ

شاہ سعود کے ہاں ہمیشہ ایک دعوت ہوتی ہے جو کہ اُن کی خاندانی دعوت کہلاتی ہے۔ اُس دعوت میں کمال یہ ہے کہ کسی طریقے سے سالم اونٹ کو بھون دیتے ہیں بادشاہ تھوڑا سا اُس میں سے چھری سے کاٹ کر چکھ لیتا ہے اور پھر غلاموں کو اذنِ عام ہو جاتا ہے اور تھوڑی دیر میں وہ سارے اونٹ کو صاف کر دیتے ہیں جب وہ ختم ہو جاتا ہے تو اس کے پیٹ میں سے الم بھنا ہوا دنبہ نکل آتا ہے۔ بادشاہ اسے بھی تھوڑا سا چکھ لیتے ہیں اور دوسرے امراء بھی تھوڑا تھوڑا چکھ لیتے ہیں پھر غلاموں کو اذن عام ہوتا ہے وہ منٹوں میں سارا دنبہ صاف کر جاتے ہیں پھر اس کے پیٹ میں سے مرغ مسلم نکل آتا ہے پھر اس کے پیٹ میں سے ابلا ہوا انڈا۔ یہ اُن کی مشہور خاندانی دعوت ہے جو وہ دیا کرتے ہیں۔

بقیہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا دائرہ بڑا وسیع ہے صفحہ ۹ سے آگے

خلقت کو توبہ کا حکم دیا ہے، اس کا ارشاد ہے۔ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (اے ایمان والو! سب کے سب اللہ کے روبرو توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ) پیدائش سے لے کر اخیر تک گناہوں سے پاک رہنا فرشتوں کا کام ہے۔ اور گناہوں میں ڈوبے رہنا اور ساری عمر اللہ تعالےٰ کے احکام کی مخالفت کرنا یہ شیطان کا کام ہے اور گناہوں پر اظہار ندامت کرنا اور توبہ کرکے ان سے باز آجانا۔ اور اطاعت کی راہ میں قدم رکھنا آدم علیہ السلام اور آپ کی اولاد کا کام ہے۔ جس نے اپنی تقصیرات سے توبہ کرکے تدارک کر لیا۔ اس نے اپنی نسبت آدم علیہ السلام سے درست کر لی اور جس نے ساری عمر گناہوں اور ان پر اڑا رہا تو اس نے اپنی نسبت سے لگا لی۔

حقیقت یہ ہے کہ آدمی کا ساری عمر بندگی اور اخلاص ہی میں رہنا ممکن نہیں کیونکہ ابتدائے پیدائش سے شہوت انسان پر ملا کر دیا گیا ہے۔ اور وہ شیطان کا آلہ ہے۔ شیطان اور شہوت کا قبضہ سے بچنے کے لئے توبہ اور مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ شیطان اور شہوت کے غلبہ سے جو گناہ ہو جائیں۔ توبہ سے ان کا تدارک ضروری ہے۔ توبہ کا مطلب یہ ہے کہ انسان راہ راست پر آجائے جو گناہ کر چکا ہے۔ ان پر نادم ہو اور آئندہ ان سے بچنے کی پوری کوشش کرے۔

اگر توبہ کرنے کے بعد پھر دوبارہ گناہ کا ارتکاب ہو جائے تو دوبارہ توبہ کرے مگر شرط یہ ہے۔ توبہ دل سے ہو اور ہر توبہ کے وقت یہ عزم پختہ ہو کہ آئندہ گناہ نہیں کریں گے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اس کا اعمال نامہ اس کو خوش کر دے تو اس کو کثرت سے استغفار کرنی چاہیئے۔

توبہ کی قبولیت اور اس کا طریق کار

گناہ بندے اور خدا کے درمیان حجاب ہے اور توبہ اس حجاب کے دور کرنے کا ذریعہ ہے اور اس سے مراد مقبولیت ہے۔ کیونکہ آدمی کا دل اصل میں خود ایک پاک گوہر ہے۔ اور یہ گوہر فرشتوں کی جنس سے ہے۔ اور وہ آئینہ کی مانند ہے۔ جب اس عالم کی کدورتوں سے صاف ستھرا اور بے زنگار ہو جاتا ہے تو الہیت کے انوار اس میں دیکھتا ہے۔ اور اگر گناہ کرتا ہے

باقی صفحہ ۱۸

قسط نمبر ۵

انقلابی تفسیر سورۃ الجمعۃ

از امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ

مرتبہ:- غازی خدا بخش چھروی و شیخ بشیر احمد بی اے سمن آبادی

انقلاب میں کامیابی کی شرط

کسی جماعت میں انقلابی تحریک کی کامیابی کا انحصار اس امر پر ہوتا ہے کہ اس کے کارکنوں کا دماغ بلند ہو اور وہ انقلابی معاملات کو آخر تک سوچ سکیں ان کی ہمت اتنی بلند ہو کہ وہ اس راہ میں تمام مشکلات خندہ پیشانی سے برداشت کر سکیں۔ جب رہنمائے انقلاب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز خطبہ دیں۔ یعنی اگلے ہفتہ کا پروگرام دیں تو وہ لوگ جو انقلاب کی حقیقت سمجھ چکے ہیں اس اجتماع سے غیر حاضر نہیں ہو سکتے وہ کسی مالی منفعت کے خیال سے اس جماعت کی حاضری سے کوتاہی نہیں کر سکتے۔

۱۰ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

ترجمہ۔ پس جب نماز ادا کر چکے ہو۔ تو زمین پر چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

انقلاب اور جلب مال

اس میں شک نہیں کہ انقلابی ضروریات اور مالی ضروریات شخصی کا تعارض پیش آئے۔ تو انقلابی ضروریات کو ترجیح دی جانی چاہئے مگر مقصد یہ نہیں ہے کہ اکتساب مال کو الکلیہ ترک کر دیا جائے بلکہ انقلابی تعلیم حاصل کر لینے کے بعد اور پروگرام سیکھ چکنے کے بعد مالی منافعہ حاصل کرنے میں بھی پوری ہمت سے کام لو مدعا صرف یہ ہے کہ حصول مال کو انقلابی کاموں پر ترجیح نہ دی جائے۔

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ یعنی جتنی مالی منفعت کی ضرورت ہے اس سے زیادہ اللہ سے طلب کرو اس طرح تھوڑے وقت میں زیادہ کام کرنے کی ہمت پیدا کر لو تاکہ علمی مجلس میں جو وقت صرف ہوا ہے اس کی کسر بھی نکل جائے

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

جب تم مالی معاملات میں مصروف ہوتے ہو اس وقت بھی اللہ کو نہ بھولو۔ بلکہ اسے یاد رکھو اللہ تمہیں اتنی سمجھ دے دیگا کہ تم اس کمی کو پورا کر لو۔

ایک محسوس مثال

اگلی آیت میں اس کلیہ قاعدے کو ایک محسوس مثال کے ذریعے سے عام فہم بنا دیا گیا ہے۔

۱۱ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ِۨانْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

ترجمہ۔ اور جب وہ لوگ تجارت یا تماشہ دیکھتے ہیں تو اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں کہہ دو جو اللہ کے پاس ہے وہ تماشہ اور تجارت سے کہیں بہتر ہے۔ اور اللہ بہتر روزی دینے والا ہے۔

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے ایک قافلہ آیا۔ لوگ خطبہ چھوڑ کر قافلے والوں سے ملنے چلے گئے تاکہ پہلے معاملہ کر کے زیادہ نفع حاصل کر سکیں اس قسم کی غلطی نہیں کرنی چاہئے۔ جب انقلابی علمی کام ہو رہا ہو مالی معاملات اور کھیل کود سب مؤخر کر دینے لازم ہیں۔

قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ

قرآن حکیم کی انقلابی تعلیم سے جو طاقت جماعت میں پیدا ہوگی وہ تجارت اور لہو و لعب سے بدرجہا بہتر ہے

وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

انسان انقلابی عقل میں جتنی ترقی کرے گا اتنا ہی تجارت میں بھی زیادہ نفع کمانے کی قابلیت پیدا کرے گا۔

تجارتی پیچ بھی انقلابی تحریکات کے داؤ پیچ کی مانند ہیں جن لوگوں کے دماغ انقلابی مسائل حل کر سکتے ہیں۔ وہ اس دماغی قوت کو تجارتی کاموں کی طرف متوجہ کریں تو وہاں بھی مفید نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔

(نوٹ) موت سے بھاگنا اور مالی منفعت کو انقلابی کاموں پر ترجیح دینا نفاق کا سبب ہوتا ہے جو شخص اس عادت میں مبتلا ہو جائے وہ پکا منافق ہے چنانچہ اگلی سورت اسی ذہنی حالت پر تبصرہ کرتی ہے۔ اس لئے اس کا نام سورۂ منافقون ہے۔

مفسر قرآن قطب عالم حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت مولانا محمد عبید اللہ انور صاحب کا ارشاد

قطب عالم حضرت والد ماجد قدس سرہ کے تمام متوسلین اور احباب کو علم ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام حضرت قدس سرہ کی ایک دینی یادگار ہے یہ پودا آپ نے ۱۹۴۶ء میں لگایا اور وفات تک اس کی آبیاری فرماتے رہے اب یہ پودا آپ کی دعا و برکات سے تناور درخت بن چکا ہے۔ جس کے سایہ اور بہترین ثمرات سے سارا ملک مستفید ہو رہا ہے۔ میری اپنے تمام احباب اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین سے درخواست ہے کہ وہ جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہو کر ملک و ملت کی خدمت کریں یا کم از کم اتنا ضرور کریں کہ ہر ہر مقام پر جمعیۃ علماء اسلام کیساتھ اخلاقی اور مالی تعاون کر کے اس کو زیادہ سے زیادہ خدمت اسلام کا موقعہ دیں۔ اس کے بدلہ میں اللہ تعالے آپ کی دنیا اور دین میں برکتیں عطا فرمائینگے

جمعیۃ علماء اسلام ضلع میانوالی کی دو روزہ کانفرنس

زیر صدارت حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں

مورخہ ۲۱، ۲۲ر اگست ۱۹۶۴ء بروز جمعہ ہفتہ

کلورکوٹ میں منعقد ہو رہی ہے جس میں مندرجہ ذیل حضرات خطاب فرمائیں گے۔

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ممبر قومی اسمبلی نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب امیر شمالی پنجاب

حضرت مولانا محمد رمضان صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع میانوالی

المشتہر

(مولانا) محمد عبد اللہ ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام ضلع میانوالی

مدرسہ جامعہ مدینہ (رجسٹرڈ) اوکاڑہ میں ۱۲/۸/۶۴ بروز بدھوار بعد نماز عشاء حضرت علامہ خالد محمود صاحب و حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب کی تقاریر ہوں گی۔

المعلن سید امیر حسین گیلانی مہتمم جامعہ مدینہ اوکاڑہ

نقد و نظر

نام کتاب - شمائم امدادیہ
ترتیب - حکیم محمد مرتضیٰ خاں صاحب
ناشران - کتب خانہ شرف الرشید
شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ
صفحات - ۱۱۲ قیمت ۳ روپے

زیر نظر کتاب قطب عالم حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے حالات و ملفوظات پر مشتمل ہے اور دوسری دفعہ طبع کرائی جارہی ہے پہلی اشاعت جیسا کہ کتاب کے پیش لفظ میں لکھا ہے تقریباً ۷۰ برس پیشتر ہوئی تھی - اور اب دوسری بار طبع کرائی جارہی ہے۔ کتاب تصوف کے متعلق ہے جو باطن کی اصلاح کی علم سے زیادہ عمل کرتا ہے - شیخ کی صحبت طالب کے لئے اس لئے ضروری ہوتی ہے - کہ اس کا علاج رہنمائی کرے - اور تمام امراض قلبی سے پاک و صاف کردے لیکن آج کا نیا مسلمان تصوف کو پینا بیگم یا افیون سے تعبیر کرتا ہے - یہ اس کی غلطی ہے اور زعم باطل ہے اس لئے طہارت قلب کے لئے ایسی کتب کا مطالعہ ضروری ہے - شبہات بھی دور ہو جائیں گے - اور قلب بھی صاف ہو جائے گا - ایک چیز جو ہمیں بری طرح کھٹکتی ہے - وہ کتاب کی زبان ہے - جو بہت ہی پرانی ہے - زبان اور انداز بیان دونوں متروک ہیں - ادارہ کو آئندہ اس طرف توجہ فرمائی جائے۔

ہم اس کتاب کے مطالعہ کی سفارش کرتے ہیں۔

نام کتاب - تحقیق وہ مددگار
تالیف - بشیر احمد حسینی
ناشران - ادارہ صداقت اسلام
شورکوٹ روڈ ضلع جھنگ
صفحات - ۴۸ قیمت :- مفت
رجسٹری ڈاک ٹکٹ ۷ پیسے

حضرت روح اللہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر اسلام تھے - اور آئندہ اسلام ہی کی تبلیغ کے لئے دنیا میں تشریف لائیں گے - چونکہ اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دین محمدی دنیا میں قائم رکھنا تھا - اس لئے ماقبل انبیاء کے حالات و واقعات ان کی آسمانی کتب اور منشائے الٰہی سے محفوظ نہ رہ سکے لیکن عیسائیت کے جاہ دادہ خواہ مخواہ ہر الٹی سیدھی بات کو الہامی قرار دیتے ہیں - اور کہیں صحیح بات بھی ہو تو اس کی غلط تاویلات کرتے ہیں۔

زیر تبصرہ رسالہ کا مقصد ہی بائیبل میں مذکور "تحقیق وہ مددگار" کا حقیقی مفہوم پیش کرتا ہے "مددگار" کی بشارت کے مصداق صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں - لیکن عیسائی عالم اس امر سے انکاری ہیں - اور جان بوجھ کر تجاہل سے کام لیتے ہیں - کیونکہ اگر وہ اس طرح حضور کو تسلیم کرلیں - تو عیسائیت کہاں ہے - فاضل مؤلف نے ہر اعتراض کا جواب دے کر حقیقت کو اظہر من الشمس کردیا ہے۔

ناشران اس رسالہ کو مفت تقسیم کر رہے ہیں - اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے -

اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا دائرہ بڑا وسیع ہے صفحہ ۱۶ سے آگے

تو ایک سیاہ نقطہ اس کے دل کے آئینہ پر جم جاتا ہے - پھر اور گناہ کرتا ہے - تو وہ سیاہی سارے دل پر پھیل جاتی ہے اور دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے - ایسا دل توبہ نہیں کرسکتا - لیکن جب آدمی توبہ کرتا ہے - تو اس کی طاعت کے انوار اس سیاہی کو مٹا دیتے ہیں - اور دل پاک صاف ہو جاتا ہے - جس طرح میلا کپڑا صابون لگا کر دھونے سے صاف ہو جاتا ہے - اسی طرح دل بھی طاعت کے انوار کے ساتھ گناہوں کی سیاہی سے صاف ہو جاتا ہے۔

توبہ کے لئے چند شرائط کے ساتھ توبہ کی جائے تو ضرور مقبول ہوگی - جب توبہ کرو تو اس کے مقبول ہونے میں شک اور تردد نہ کرو۔

توبہ درحقیقت پشیمانی ہے اور اس کا نتیجہ ایک ارادہ ہے جو دل میں پیدا ہوتا ہے - کہ پشیمان ہونے کی علامت یہ ہے کہ دل میں گناہوں پر حسرت اور اندوہ پیدا ہو جائے - کیونکہ جو شخص اپنے کو ہلاکت کے کنارے کھڑا دیکھے گا وہ حسرت و اندوہ سے کبھی خالی نہیں رہ سکتا - اور وہ اپنے آپ کو اس ہلاکت سے بچانے کی کوشش کرے گا - گناہوں کے سبب جو زنگ اور سیاہی انسان کے دل پر چھا جاتی ہے - حسرت و ندامت کے پانی کے سوا اور کوئی چیز اس کو دور نہیں کرسکتی۔

توبہ کے معنی ہیں رجوع کرنا اور بُعد سے قریب کی طرف لوٹ آنا - گناہ کی یاد سے دل کا دکھ جانا اس کا ترک کردینا اور آئندہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا ہے - دل میں گناہ کی تلافی کے لئے سچی اور خالص رغبت پیدا ہو جائے - اور جس گناہ میں مبتلا تھا اس کو فوراً چھوڑ دے - اور آئندہ پرہیز کرنے کا مصمم ارادہ کرلے۔

جہاں تک ہوسکے گناہوں سے بچنے کی کوشش کریں اگر غلطی سے ارتکاب ہو جائے - تو توبہ کے ذریعہ اس میں اظہار تاسف کریں - اللہ تعالیٰ ان بندوں کو زیادہ پسند کرتا ہے - جو بار بار اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں - اور اس کی کبریائی اور عظمت کا اعتراف کرتے ہیں اور اپنی بے اعتدالیوں پر غور کرکے ان کی آنکھوں میں نمی آجاتی ہے۔

توبہ کے معنی [illegible] اور [illegible] کے زبان پر لانے کے نہیں حقیقی توبہ یہ ہے - کہ آدمی اپنے گناہوں پر دل سے نادم ہو اور آئندہ کے لئے ان گناہوں سے بچنے کی کوشش کرے -

توبہ کرنا اور توبہ پر قائم رہنا اور چیز ہے اللہ تعالیٰ توبہ کرنے اور اس پر قائم رہنے کی توفیق دے -

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اپنی زبان کو اللّٰھم اغفرلی کا خوگر بناؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کچھ ساعتیں ایسی ہیں - جن میں وہ سائل کو محروم نہیں کرتے انسان کی زندگی دنیا میں اس شمع کی مانند ہے جو ہوا میں رکھدی گئی ہو - ہوا کے ہر جھونکے اس کے بجھنے کا خطرہ ہے - اس کے بجھنے سے پہلے پہلے اپنی اصلاح کرو اور استغفار کی کثرت سے اپنے گناہوں کی سیاہی کو دھو ڈالو۔

پروگرام دورہ منٹگمری

جانشین حضرت شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

۸؍ اگست ۱۹۶۴ء بروز ہفتہ — تشریف آوری بذریعہ تیز گام بوقت ۵ بجے شام (۱) قیام برمکان حکیم حاجی محمد اسحٰق صاحب محلہ بلاٹ گنج (۲) مجلس ذکر بعد نماز مغرب مسجد نور

۹؍ اگست ۱۹۶۴ء بروز اتوار — (۱) درس قرآن مجید بعد نماز فجر مسجد نور (۲) ۱۰ بجے صبح - قیام برمکان چوہدری تاج الدین صاحب برتنا لوالے (۳) بعد نماز ظہر - قیام کارخانہ حاجی محمد الدین محمد لطیف - پاکپتن روڈ (۴) بعد نماز عشاء صدارت سیرت کانفرنس بمقام عیدگاہ منٹگمری

۱۰؍ اگست ۱۹۶۴ء بروز سوموار — درس قرآن مجید بعد نماز فجر - جامعہ رشیدیہ - غلہ منڈی روانگی لاہور - بذریعہ تیز گام ۹ بجے صبح -

{ فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا }

بچوں کا صفحہ

غصہ نہ کرنا

روشن ضمیر پکوی

ہمارے آقا اور اللہ کے سچے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔ "یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس سے میری زندگی سنور جائے"۔

آپؐ نے فرمایا "غصہ نہ کرنا!"

اُس شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تین مرتبہ پوچھا اور حضرت رسول اکرمؐ نے تینوں بار یہی جواب دیا۔ کہ غصہ نہ کرنا۔

آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ بہادر وہ ہے جو غصہ نہیں کرتا۔ غصہ عقل کو کم کر دیتا ہے۔

دیکھنے میں یہ بات چھوٹی سی معلوم ہوتی ہے مگر اصل میں سب سے بڑی بات یہی ہے۔ دنیا میں جتنے بڑے آدمی گزرے ہیں، اُن میں یہ صفت ضرور تھی کہ وہ غصے کے وقت بے قابو نہیں ہو جاتے تھے۔

حضرت علیؓ شیر خدا کی زندگی کا واقعہ آپ کو یاد ہو گا۔ ایک جنگ میں شیر خدا نے ایک کافر کو پچھاڑ لیا اور خنجر سے اُسے قتل کرنے لگے تو اُس نے آپ کے چہرۂ مبارک پر تھوک دیا۔ یہ بہت بڑی گستاخی تھی مگر حضرت نے فوراً اُسے چھوڑ دیا۔

وہ کافر بہت حیران ہوا اور بولا۔ "اے علیؓ! میں نے تو یہ حرکت اس لئے کی تھی۔ کہ آپ مجھے جلدی سے قتل کر دیں گے لیکن آپ نے مجھے آزاد کر دیا۔ آخر اس کا سبب کیا ہے؟"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا "پہلے میں تجھے اللہ پاک کا دشمن سمجھ کر قتل کر رہا تھا لیکن جب تو نے تھوکا تو مجھے غصہ آ گیا۔ ایسی حالت میں اگر تیری جان لیتا تو یہ کام اپنے لئے ہوتا۔ بس میں نے اسی خیال سے تجھے معاف کر دیا"۔

آپ نے دیکھا حضرت شیر خدا نے کس طرح اپنے غصے پر قابو پایا۔

غصے پر قابو پانا انسان کا فرض ہے۔ یہی غصہ ہمارے تمام کام خراب کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ سے ہم ایک دوسرے سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ ماں باپ بھی اس عادت پر ہم سے خفا ہوتے ہیں۔

ہمیشہ ٹھنڈے دل سے ہر بات کو سوچنا چاہیئے۔ خواہ مخواہ یونہی نہ بھڑک اُٹھنا چاہیئے۔ غصے میں قابو پاکر اپنی زندگی سنوارنی چاہیئے اور اپنے پیارے نبی۔ بانئ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی پر عمل کرنا چاہیئے غصہ عقل کو کم کر دیتا ہے۔ جو شخص غصے والا ہوتا ہے اس کی سوچنے سمجھنے کی قابلیت کم ہوتی ہے۔ وہ ہر کام اور ہر بات میں غصہ کرتا ہے۔ اور ہر کام کو خراب کر لیتا ہے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا

مجھے غریبوں میں تلاش کرو۔ کیوں کہ غریبوں کے ذریعے ہی تمہیں مدد اور روزی ملتی ہے

سخی اللہ کے قریب ہے۔ جنت کے قریب ہے۔ لوگوں سے قریب ہے اور آگ سے دُور ہے۔

کنجوس اللہ سے دُور ہے۔ جنت سے دُور ہے۔ لوگوں سے دُور ہے اور آگ سے قریب ہے۔

جو نرمی سے محروم رہا وہ نیکی سے محروم رہا۔

(سہیلہ فاروقی)

خدا کی تعریف

خدایا ہے ہر سمت تیری خدائی
ترے رُوبرو سب نے گردن جھکائی

○

پہاڑ اور زمیں کو ہے تُو نے بنایا
فلک پر ستاروں کو تُو نے سجایا

پرندوں کو گانا سکھایا ہے تُو نے
بلندی پہ اُن کو اُڑایا ہے تُو نے

○

ہماری نگاہوں سے گرچہ نہاں ہے
مگر ذرّے ذرّے میں تو ہی عیاں ہے

○

یہ سب پھول پودے اُگاتے ہیں تُو نے
درختوں پہ پتے سجاتے ہیں تُو نے

○

ترا ذکر ہر دم جو کرتے ہیں بندے
وہی ہیں زمانے میں لاریب اچھے

غلام محی الدین نظر لاہور

○

صحبت کا اثر

مولانا عبدالصمد صارم، لاہور

اچھوں کے پاس بیٹھو گے اچھے بنو گے تم
آرام و عیش پاؤ گے اور خوش رہو گے تم

○

صحبت بُری سے ہو گئی عادت اگر بُری
ہو گے ذلیل و خوار، مصیبت سہو گے تم

○

محنت کرو محنت کرو

ہو طالب عزت اگر — محنت کرو محنت کرو
○
درکار ہے گر مال و زر — محنت کرو محنت کرو
○
بننا جو چاہو نامور — محنت کرو محنت کرو
○
تم خوش رہو گے عمر بھر — محنت کرو محنت کرو
○
آرام سے ہو گی بسر — محنت کرو محنت کرو

○

۷ اگست ۱۹۶۴ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

خدام الدین لاہور
چیف ایڈیٹر
عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۲۱/پ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ج-B-T-۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء